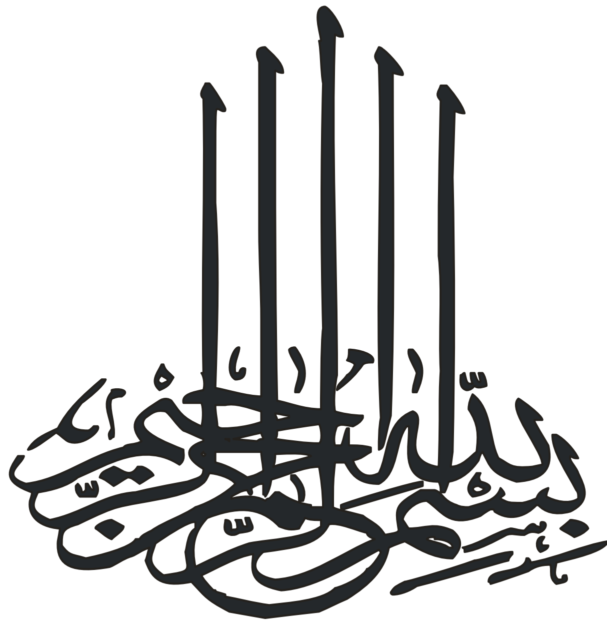

بسم الله الرحمن الرحيم

مشرف کی تصدیق

مشرف کے دستخط

انتساب

اللہ پاک کا یہ بہت بڑا کرم ہے کہ مجھ نا چیز کو اس عنوان **"مفتی فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفی خدمات**"پر کچھ لکھنے کا موقع ملا۔ میں اپنی اس ادنیٰ سی اہم کاوش کو اپنے شیخ کامل، پیر طریقت ،رہبر شریعت، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کی نذر کرتا ہوں۔ دعا ہے کہ خالق کائنات و مالک ارض و سماء میرے پیر و مرشد کے صدقے اس ادنی سی کاوش کو اپنی بارگاہِ اقدس میں قبول و منظور فرمائے۔

اظہار تشکر

سب سے پہلے تو میں شکر گزار ہوں دعوت اسلامی کے "شعبہ کنزالمدارس" کا جس کی وجہ سے میں اس تحقیق پہ پہنچا۔

اس کے بعد میں تمام اساتذہ کرام کا شکر گزار ہوں کہ جن کی رہنمائی سے میں اس مقام پر پہنچا کہ بعد ازاں میں اپنے والد محترم مہر رسول بخش کا شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے پسماندگی اور ظلمت کے دور میں بھی مجھے نور علم سے آشنا کیا۔ لڑکپن کی ناتجربہ کاری کے باعث میرے قدم علم و عرفاں کے مادہ مستقیم سے ڈگمگانے لگے تھے۔ تو انکی دعاؤں اور تربیت نے مجھے ثابت قدم رکھا۔

دعا ہے کہ رب تعالیٰ ان سب پر اپنی خاص رحمتیں نازل فرمائے۔

فہرست

اللہ ہی کے لیے حمد ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں وہ ہر شے پر قادر ہے پاک وہ ہے ذات جس نے ہمیں مسلمان بنایااور سب سے بڑھ کر اس کی نعمت یہ ہے کہ اس نے ہمیں اپنے پیارے رسول ﷺ کا امتی بنایا ہے۔

اللہ رب العزت نے انسانوں کی ہدایت اور فلاح و بہبود کے لیے محض اپنے فضل و کرم سے انبیاء و رسل عظام علیہ السلام کو معبوث کیاسب سے آخر میں رسول اکرم، نبی محتشم، بی بی آمنہ کے پھول حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دنیا میں جلوہ گری ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام توحید کو بڑے احسن طریقے سے اس امت تک پہنچایا، آپ کے بعد یہ کام علماء کے سپرد کیا گیا، جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کاوارث قرار دیا ہے۔

اس امت میں بڑے جلیل القدر علماء کرام ہوئے ہیں کسی نے تفسیر میں خدمات سرانجام دیں اور کسی نے حدیث میں اور کسی نے فقہ میں ائمہ اربعہ کو لازوال شہرت ملی ان کے مقلدین اور ماننے والے دنیا بھر میں پائے جاتے ہیں۔ برصغیر میں اکثریت احناف کی ہے جبکہ کچھ علاقوں میں شافعی بھی پائے جاتے ہیں۔

پاک ہند کے اندر بڑے جلیل القدر علماء ہوئے ہیں جن میں امام مجدد الف ثانی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ دہلوی، امام احمد رضاخان، علامہ فضل حق خیر آبادی، علامہ غلام دستگیر قصوری، علامہ محمد ہاشم عبدالغفور ٹھٹھوی، مفتی محمد عبداللہ ٹونکی، مولاناسردار احمد قادری، مفتی امجد علی اعظمی، علامہ عبدالعزیز محدث مبارک پوری وغیرہ شامل ہیں ان شخصیات میں ایک نمایاں نام فیض ملت علامہ مولانا مفتی فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کا بھی ہے جنہوں نے پاکستان کے اندر اپنی، دینی، تصنیف، تدریسی اور تقریری خدمات میں نمایاں حصہ لیااور اپنے پیچھے یادگار نقوش چھوڑے۔

پس اسی بناء پر میں نے کنزالمدارس کے تحت لکھے جانے والے مقالات میں سے ایک مقالہ مفتی فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفی خدمات کے عنوان پر مقالے کا انتخاب کیا ہے۔ جو درج ذیل ابواب کے تحت ہو گا

باب اول: فیض ملت مفتی فیض احمد اویسی کے ابتدائی حالات، سلسلہ تعلیم، اور اساتذہ

باب دوم: مفتی فیض احمد اویسی کی تدریسی، تقریری اور تصنیفی خدمات

باب سوم: مفتی فیض احمد اویسی کی تصانیف کی مختلف اقسام، ترجمہ، تفسیر، حدیث، فقہ اور معمولات اہلسنت وغیرہ

میرا یہ مقالہ مدلل ہے جس میں نے ہر باب میں موجود حوالہ جات کے اسی باب کے آخر میں درج کر دیا ہے سب سے آخر میں ماخذ و مراجع کی فہرست بھی دے دی ہے شروع میں اظہار تشکر، انتساب مقالہ، اسلوب مقالہ، فہرست مقالہ کو بھی شامل مقالہ کیا ہے۔

موضوع کو انتخاب کرنے کی وجہ

میرا اس موضوع کو انتخاب کرنے کی وجہ ایک نہیں تین ہیں

اول: علامہ مفتی فیض احمد اویسی اہلسنت کی نمایاں شخصیات میں سے ایک ہے ضروری ہے کہ آنے والی نسلوں کو ان کی شخصیت سے آگاہ

کیا جائے۔

دوم: ان کی تصنیفی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے جس پر روشنی ڈالنا اور امت کو اس سے آگاہ کرنا بہت ضروری ہے

سوم: مفتی صاحب سے میرا ذاتی لگن بھی ہے جس کی وجہ سے میں نے اس مقالے کا انتخاب کیا ہے۔

تحقیق کے اہداف

تحقیق اہداف کے اندر میں یہ بات پیش نظر رکھوں گا کہ کچھ ایسا لے کر آؤں جو اس سے پہلے نہیں پیش کیا گیا اور حتی الامکان یہی کوشش ہو گی کہ اچھا مواد پیش کروں۔

سابقہ کام کا جائزہ

میں نے جب فیض ملت مفتی فیض احمد اویسی کی شخصیت پر کتب ورسائل کو تلاش کرنے کی کوشش کی تو اس میں مجھے تین کام ملے ہیں جنہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہاں تعارف کے لیے پیش کیا جا سکتا ہے

1: علامہ فیض احمد اویسی وخدماتہ الدینیہ وآثارہ العلمیہ والادبیہ فی تطور الادب العربی

یہ سید محمد محبوب کا مقالہ ہے جو انہوں نے ایم فل کے لیے بہاولپور یونیورسٹی میں جمع کروایا تھا اور ایم فل کی سند حاصل کی ہے مقالے کی زبان عربی ہے کل صفحات 138 ہیں

2: علامہ فیض احمد اویسی کی مذہبی اور تصنیفی خدمات

یہ مقالہ بھی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں ایم فل کے لیے پیش کیا گیا تھا جس کو لکھنے والے محمد شہزاد قادری ہیں کل صفحات 153 ہیں۔

3: تعارف فیض ملت مفتی فیض احمد اویسی

یہ فیض ملت کی شخصیت پر ایک مختصر اور جامع مقالہ ہے جس کے مؤلف ابو الابدال محمد رضوان طاہر فریدی ہیں یہ مقالہ پہلے ماہنامہ اشرفیہ میں چھپا پھر اس کی علیحدہ پی ڈی ایف فائل بنا کر نیٹ پر اپلوڈ کی گئی، کل صفحات 20 ہیں۔

امید ہے کہ میرا یہ مقالہ علامہ فیض احمد کی شخصیت پر ایک اہم جہت ثابت ہو گا اور اسے قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

مقالہ نگار

عبد الرؤف بن مہر رسول بخش

باب اول

فیض ملت مفتی فیض احمد اویسی کے ابتدائی حالات، سلسلہ تعلیم، اور اساتذہ

فیض ملت کا خاندانی پس منظر

حضرت علام مفتی محمد فیض احمد اویسی بن مولانا نوراحمد بن مولانا حامد باکمال قوم لاڑ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابو صالح آپ رحمتہ اللہ علی کی کنیت ہے آپ نسبتا عباسی، مسلکا سنی اور مشربا قادری رضوی ہیں حضرت مفتی فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کا سلسلہ نسب عم مصطفی حضور سیدنا عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے جاملتا ہے اور یہ بہت بڑی سعادت کی بات ہے اور آج مفسر قرآن اور عالم باعمل ہونے میں اس خاندانی نسبت کا بھی بہت بڑاحصہ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ جب آپ کے جد بزرگوار حضرت امام المفسرین عبد اللہ بن عباس رہے ہیں تو ان کی قرابت کے فیض سے آپ کو بھی اللہ تعالی نے علوم اسلامیہ کی دولت سے سرفراز فرمایا تھا۔ علامہ اویسی علیہ الرحمہ کے خاندان میں شروع ہی سے اسلام پر جانیں قربان کرنے کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔(1)

مولانا محمد حامد رحمۃ اللہ علیہ نے درس نظامی کی کتب پڑھنی شروع کی مگر خاندانی مصروفیات کی وجہ سے صرف فارسی کتب پڑھ سکے اور خاندانی ذریعہ معاش کھیتی باڑی میں مصروف ہو گئے آپکے والد محترم حضرت مولانا میاں نور احمد رحمۃ اللہ علیہ بھی صرف فارسی کتب ہی پڑھ سکے چونکہ اس دور میں فارسی زبان کو بڑی اہمیت دی جاتی تھی۔ پہلے پاک وہند میں سرکاری زبان فارسی تھی مگر انگریزنے آکر انگلش زبان کو سرکاری قرار دیدیا۔(2)

مولانا فیض احمد اویسی رحمتہ اللہ علیہ کے آباواجداد کی دینی وملی خدمات

حضرت مولانام فیض احمد اویسی رحمتہ اللہ علیہ کے والد محترم حضرت علامہ مولانا میاں نور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے برادر اکبر مولانا الہی بخش صاحب نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ہر محاذ پر ہندو اور سکھوں کا مقابلہ کیا۔ قیام پاکستان کے وقت علامہ اویسی کی عمر مبارک سترہ سال تھی۔ ریاست بہاول پور کے ضلع رحیم یار خان میں تحریک قیام پاکستان کی راہ ہموار کرنے کے لئے آپ نے اپنے نوجوان ساتھیوں سے مل کر بہت کام کیا۔ آپ کے والد محترم اور برادر دو قومی نظریہ کے زبردست حامی تھے کہ مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ ملک ہونا چاہیے جہاں وہ اپنے مذہب کے مطابق زندگی بسر کرلیں اس طرح سب مسلمانوں کی کوششوں اور دعاؤں کے نتیجے میں ملک پاکستان معرض وجود میں آیا اور الحمدللہ آج پاکستان پوری دنیا کے مسلم ممالک کے لئے ایٹمی قوت کے اعتبار سے امام کی حثیت رکھتا ہے۔(3)

فیض ملت کی ولادت

علامہ فیض احمد اویسی 1351ھ بمطابق 1932 کو ضلع رحیم یار خان کے ایک چھوٹے سے گاؤں کلاں میں پیدا ہوئے جس کی پسماندگی کا یہ عالم تھا کہ گردوپیش کے لوگ اس کے نام سے بھی واقف نہ تھے لیکن علامہ اویسی رحمتہ اللہ علیہ کے دم قدم سے اس گاؤں کی شہرت پاکستان بھر میں تو کیا دنیا بھر میں ہو کر رہی اس گاؤں کا موجودہ نام فیض ملت نے مولانا حامد رضا خان علیہ الرحمہ اور اپنے دادامرحوم کے نام پر تجویز فرمایا ہے۔ اب یہی نام عوام میں زیادہ مشہور ہو چکا ہے اور کیوں نہ ہو کہ یہ

ایک عالم باعمل اور صوفی باصفا کی زبان سے جاری ہوا ہے۔ رب کریم عزوجل نے اس بابرکت نام کو خلعت مقبولیت سے نوازتے ہوئے زبان خلق پر جاری فرمایا۔(4)

فیض ملت کی ابتدائی تعلیم

علامہ اویسی نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد مولانا نور احمد صاحب علیہ الرحمہ سے حاصل کی تقریباً پانچ سال کی عمر میں والد صاحب سے دو سال میں ناظرہ قرآن مجید مکمل کر کے اپنے قریبی قصبہ ترنڈہ میر خان کے اسکول میں داخل ہوئے۔ ۱۹۴۲ء میں پرائمری کی پانچ جماعتیں پاس کیں۔ والد ماجد کی تمنا کے مطابق حافظ جان محمد صاحب کے پاس حفظ قرآن کرنے کے لئے بھیجا۔ ڈیڑھ سال تک صرف آٹھ پارے حفظ ہو سکے چوں کہ ان کے ہاں مستقل تعلیم کا انتظام نہیں تھا بنابریں وہاں سے خانقاہ حضرت جیٹھہ بھٹ نزد خان پور کٹرہ کے مدرس حضرت مولانا حافظ سراج احمد علیہ الرحمہ کی خدمت میں جا پہنچے۔ ڈیڑھ سال میں ان کے پاس اٹھارہ پارے حفظ ہو سکے۔ پچیس پارے حفظ ہونے کے بعد وہاں سے حضرت محبوب خواجہ خدا بخش چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی گری خیر پور میانوالی ضلع بہاولپور حضرت حافظ غلام یسین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضری دی اور کچھ عرصہ میں مکمل قرآن مجید حفظ کر لیا اور پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے پہلے خان پور کٹورہ میں پہلی بار تراویح میں قرآن مجید سنایا اور اسی ماہ مقدس کی ۲۷ ویں شب کو پاکستان معرض وجود میں آیا۔(5)

حفظ القرآن کی نعمت

اللہ تعالی نے آپ کو حفظ القرآن کی نعمت سے نوازا تھا۔ رمضان المبارک میں آپ نے پہلی مرتبہ نماز تراویح میں قرآن پاک کا ختم خانپور کٹورہ ریلوے اسٹیشن سے قریبی مسجد مستری کمال الدین والی میں سنایا پھر زندگی بھر جب تک صحت قائم رہی رمضان المبارک میں تراویح میں کئی ختمات قرآن پاک کرتے رہے منزل نہایت ہی پکی تھی۔(6)

فیض ملت نے درس نظامی کا آغاز کب کیا؟

حضرت مولانا فیض احمد اویسی رحمتہ اللہ علیہ کا خاندان دیہات میں رہتا تھا اس لیے خاندان میں کوئی بڑا نامور عالم دین نہیں بنا، نیز آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میرے جد اعلی مولانا محمد حامد رحمۃ اللہ علیہ نے دینی علوم پڑھنے شروع کیے لیکن گھریلو مصروفیات کی وجہ سے وہ صرف چند فارسی کتب ہی پڑھ سکے۔ ان کے بعد آپ کے والد ماجد حضرت مولانا میاں نور احمد رحمۃ اللہ علیہ بھی خاندانی مصروفیات کی وجہ سے صرف فارسی ہی پڑھ سکے۔ مولانا نور احمد رحمۃ اللہ علیہ کے کئی بیٹے پیدا ہوئے مگر ان میں سے صرف دو ہی زندہ رہے اور باقی سب اللہ تعالی عزوجل کو پیارے ہو گئے۔ قبلہ اویسی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے بھائی مولانا الہی بخش صاحب اپنے والد کے موروثی امور کے وارث بنے جبکہ دوسرے صاحبزادے کو دنیا فیض ملت مفسر اعظم پاکستان مفتی محمد فیض احمد اویسی رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے جانتی ہے۔ چنانچہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ستمبر ۱۹۴۷ء میں درس نظامی کی کتب پڑھنے کا آغاز کیا صرف ایک سال کے اندر فارسی کی متعدد کتب حضرت علامہ مولانا الہی بخش رحمۃ اللہ علیہ کے

پاس ترنڈ وندپناہ میں پڑھیں جن میں سے کریمانام حق، پندنامہ
، بدائع منظوم، گلستان، بوستان، یوسف زلیخا، سکندر نامہ، اور مثنوی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ آپ فارسی کی کتب کی فارسی میں تر کیب پر بڑی مہارت تامہ رکھتے تھے اور فارسی اشعار اس طرح یاد تھے جیسے حافظ قرآن کو سورۃ فاتحہ یاد ہوتی ہے۔ اللہ تعالی نے آپ کو بڑا قوی حافظ عطا فرمایا تھا۔(7)

فیض ملت اور اعلی تعلیم

مولانا فیض احمد اویسی نے 1948ء کے اواخر میں اعلی تعلیم کا آغاز مولانا پیر خورشید احمد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ضلع رحیم یار خان کے گاؤں حاضر ہو کر کیا اور بڑی محنت کے ساتھ ابتدائی کتب پڑھی مختصر معلومات کے مطابق شرح جامی، ہدایۃ الحکمۃ، مختصر المعنی حسامی جلالین وغیرہ کتب تک اقتساب فیض کیا اور اس کے بعد. کتب حضرت علامہ مولانا مفتی سراج احمد مکھن بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھی پھر بقیہ درس نظامی کی کتب موقوف علیہ تک حضرت علامہ مولانا عبد الکریم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس خانقاہ پرانا شریف. لیاقت پور میں پڑھی۔(8)

فیض ملت اور دور حدیث شریف

علامہ مفتی فیض احمد اویسی نے 1954ء میں دورہ حدیث شریف کے لیے عالم اسلام کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ رضویہ لائلپور میں محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد سردار احمد. قادری کے پاس داخلہ لیا اور انیس سو عیسوی میں دورہ حدیث شریف کی تکمیل پر آپ کے سر مبارک پر حضرت علامہ محمد سردار احمد قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک سے دستار فضیلت سجائی گئی. اور سند حدیث. عنایت فرمائی گی. علامہ اویسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ پورے دورہ حدیث شریف میں سب سے زیادہ کتب حدیث شریف کی عبارت آپ نے پڑھی اور شیوخ حدیث کے علمی موتیوں کو زینت قرتاس کرنے کا شرف بھی حاصل کیا۔(9)

فیض ملت اور اسناد و دستار

درس نظامی کے تمام علوم میں سے کوئی بھی علم ایسا نہیں جس کی سند نہ دی جاتی ہو. یا یوں کہہ لیں کہ ہر علم کی سند ضروری ہے. حضرت علامہ مولانا مفتی فیض احمد اویسی کے زمانہ تکمیل. علوم کے وقت کاغذی اسناد وغیرہ کا اتنا اہتمام نہیں کیا جاتا تھا بلکہ طلباء کو خود سند بنا کر اندرونی اور بیرون ملک دین متین کی خدمت کے لیے بھیجا جاتا تھا. علامہ اویسی رحمۃ اللہ علیہ کو بارہا. دفعہ یہ فرماتے ہوئے سنا گیا کہ بھائی محنت کر کے خود سند بنو. کاغذی سند کے بھروسے پر نہ رہو. آپ نے درس نظامی کی سند مولانا خورشید احمد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ مولانا عبد الکریم رحمۃ اللہ علیہ سے. حاصل کی تھی اور خود محنت کر کے ملت اسلامیہ کے عظیم عالم دین بن کر دنیا اہل سنت میں جلوہ گر ہوئے۔(10)

فیض ملت کے اساتذہ

کسی بھی چیز کی مخفی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے ایک معمار کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح ایک انسان جو بالکل سفید کورے کاغذ کی طرح ہوتا ہے اس کی ظاہری باطنی نشو نما اور ذہنی تربیت کر کے معاشرے کا مصلے اور مبلغ. بنانے کے لیے ایک استاد کا کردار بہت اہم ہوتا ہے. اس لیے استاد ایک معمار کی حیثیت رکھتا ہے. اس لیے استاد کو مربی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ ایک انسان کو آہستہ آہستہ زوال سے درجہ کمال تک پہنچا دیتا ہے. لہذا جتنا وہ قابل اور. ماہر اور اچھا ہو گا اتنا ہی عمارت اور تربیت میں نکھار آئے گا جیسا کہ آج سے چودہ سو سال قبل حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم رضوان کو ایسے انوکھے اور دل نشین. انداز سے پڑھایا اور تربیت فرمائی کہ وہ صحابہ کرام صحابہ ان کا نقشہ پیش کرتے ہوئے قیامت تک کے لیے پوری امت مسلمہ کے لیے مثال بن گئے۔

اسی طرح حضرت علامہ مولانا مفتی فیض احمد اویسی رحمتہ اللہ علیہ کے اساتذہ کرام میدان تدریس کے شہسوار اور اپنی مثال آپ تھے. وہ نہ صرف مسلمہ مدرس تھے بلکہ مدرس گر تھے. نہ صرف مؤلف تھے بلکہ مؤلف بنانے والے تھے نہ صرف عالم تھے بلکہ عالم گر اور طلبہ کے دل میں عملی جذبہ پیدا کرنے والے تھے. فیض ملت مفتی فیض احمد اویسی رحمتہ اللہ علیہ کے تمام اساتذہ کرام دارالفنا سے دارالبقاء کی جانب کوچ کر چکے ہیں. آہ. لیکن یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے اساتذہ کرام کی ہی ایک فہرست پیش کر دی جائے. تاکہ پتہ چلے دنیا کو کہ فیض ملت مفتی فیض احمد اویسی نے کیسے کیسے جید بزرگوں سے اقتساب فیض کیا ہے۔

فیض ملت علامہ مفتی فیض احمد اویسی کے استاذہ کے اسماء درج ذیل ہیں

- مولانا خیر محمد رحمتہ اللہ علیہ
- مولانا کریم بخش رحمتہ اللہ علیہ
- مولانا میاں نور احمد رحمتہ اللہ علیہ
- قاری جان محمد رحمتہ اللہ علیہ
- حضرت قاری سراج احمد رحمتہ اللہ علیہ
- قاری محمد یسین رحمتہ اللہ علیہ
- حضرت علامہ مولانا حکیم اللہ بخش رحمتہ اللہ علیہ
- حضرت مولانا پیر احمد سعید شاہ کاظمی رحمتہ اللہ علیہ
- حضرت علامہ مولانا خورشید احمد رحمتہ اللہ علیہ
- حضرت علامہ مولانا سراج احمد مکھن بیلوی رحمتہ اللہ علیہ
- حضرت مولانا فیضی امین آباد رحمتہ اللہ علیہ

- حضرت مولاناعبدالکریم نوراللہ رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت علامہ ابوالفضل مولانا سردار احمد قادری

فیض ملت کے نمایاں اساتذہ

فیض ملت مفتی فیض احمد اویسی کے نمایاں اساتذہ میں دو ہستیاں زیادہ مشہور ہیں مناسب معلوم ہوتا کہ ان کا بھی مختصر تذکرہ کر دیا جائے۔

1: محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قادری چشتی

محدث اعظم پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد چشتی قادری بن چوہدری میر ابخش دیال گڑھ ضلع گرداس پور پنجاب میں پیدا ہوئے(11) ابتدائی تعلیم دیال گڑھ کے پرائمری سکول میں حاصل کی بعد ازاں مسلم ہائی سکول. بٹالہ میں داخل ہوئے اور میٹرک کا امتحان امتیازی نمبروں میں پاس کیا.(12) میٹرک کے بعد پٹوار کا امتحان پاس کیا اور ایف اے کا امتحان دینے کے لیے لاہور تشریف لے آئے. انہی دنوں انجمن حزب الاحناف لاہور کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان جلسے کا. انعقاد ہوا. جس میں برصغیر کے جلیل القدر علماء ومشائخ کثیر تعداد میں شریک ہوئے. حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی بھی جلوہ فرما تھے. حضرت حجۃ الاسلام حسن سیرت کے ساتھ ساتھ حسن صورت کی بے پناہ دولت سے. مالا مال تھے۔ مولانا سردار احمد علیہ رحمہ نے آپ کی زیارت کی تو دل کی دنیا بدل گئی۔ دنیاوی تعلیم کو خیر باد کہہ کر دینی تعلیم کے حصول کا پختہ عزم کر دیا۔ حضرت حجۃ الاسلام سے بریلوی ساتھ لے چلنے کی دروخواست کی جسے انہوں نے منظور فرمالی یوں مولانا سردار احمد بریلوی شریف تشریف لے آئے۔(13)

. بریلی شریف میں ابتدائی کتب حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان مفتی اعظم مولانا مصطفی رضا خان ،اور صدر الشریعہ مولانا مفتی امجد علی اعظمی سے پڑھے. حضرت محدث اعظم کمال پابندی سے اسباق پڑھتے. مطالعہ نہایت محنت سے فرماتے. اس زمانہ میں دارالعلوم منظر اسلام اور محلہ سوداگراں میں بجلی. مدرسہ منظور اسلام ،کے شرقی گلی کے موڑ پر بلدیہ کا ایک مٹی کے تیلوں سے جلنے والا لیمپ لگا ہوا تھا. جب نماز عشاء پڑھ کر سب طلباء سو جاتے حضرت محدث اعظم پاکستان. لالٹین کی روشنی میں گلی میں آکر پڑھتے اور سبق یاد فرماتے تھے. حضرت حجۃ الاسلام نے یہ دیکھا تو اس وقت کے مہتمم صاحب سے فرمایا کہ مولوی سردار احمد صاحب کے لیے کمرہ میں لالٹین. کا انتظام کیا جائے. جب حضرت صدر الشریعہ دارالعلوم معینہ عثمانیہ اجمیری شریف تشریف لے گئے تو کچھ عرصے بعد آپ بھی وہاں حاضر ہو کے یہاں بھی بریلوی کی طرح نہایت محنت اور ذوق اور شوق کے ساتھ حصول علم دین میں مصروف رہے حضرت صدر الشریعہ کو اطبانے بعد عصر سیر کا مشورہ دیا اس وقت حضرت کے ہمراہ کتاب ہاتھ میں لیے آپ بھی ہوتے. جو دوران سیر کتاب کا درس بھی جاری رہتا جب حضرت صدر الشریعہ وہاں سے

مستعفی ہو کر. دارالعلوم منظر اسلام تشریف لائے تو آپ بھی ان کے ہمراہ تھے اور یہی فراغت حاصل کی۔(14)

1351ھ / 1932ء میں آپ نے تدریس کا آغاز اپنی مادر علمی دارالعلوم منزل اسلام سے بحثیت مدرس دم فرمایا. کچھ عرصے بعد صدر المدسین حضرت صدر الشریعہ دارالعلوم حافظہ سعیدیہ دادوں. تشریف لائے گا تو آپ صدرالمدرسین کے منصب پر فائز ہوئے. درس نظامی کی منتخب کتب پڑھائی اور خوب پڑھائی. یہ 1937ء عیسوی میں دارالعلوم مظہر اسلام بریلوی کا قیام عمل میں آیا. یہاں آپ نے بطور شیخ الحدیث. جولائی 1947 تک یعنی دس سال علم حدیث کی گراں قدر خدمات انجام دیں. اسی دوران شہر کاہنہ بریلوی شریف کی اکبری جامع مسجد میں دیوبندی سلطان المناظرین مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان سے حفظ الایمان. کی گستاخانہ کفریہ عبارت پر آپ کا چار روز تک مشہور مناظرہ ہوا. جس میں مخالف مناظر کو اپنا جبہ, اپنا چشمہ, جوتا, کتابیں, اپنی چھڑی چھوڑ کر میدان مناظرہ سے بھاگنا پڑا۔ (15)

قیام پاکستان کے بعد آپ نے کچھ عرصہ وزیر آباد اور میں قیام فرمایا پھر حضرت مفتی اعظم ہند سے مشورے کے بعد انیس سو اڑتالیس عیسوی میں لائیلپور حال فیصل آباد تشریف لے آئے یہاں بے سروسامانی کے عالم میں جامعہ رضویہ. مظہر اسلام قائم فرمایا جسے اللہ کے فضل و کرم سے بڑی مقبولیت اور شہرت حاصل ہوئی ہوئی اور حضرت شہرہ آفاق درس حدیث کی بدولت یہ دارالعلوم ملک وبیرون ملک کے طلباء کا مرکز و مرجع بن گیا. جامعہ رضویہ کے صدر دروازے پر آپ نے یہ شعر لکھوایا.

احمد رضا کے فیض کا در ہے کھلا ہوا

ہے قادری فقیروں کا جھنڈا اگڑا ہوا.

درس حدیث شریف پڑھانے کے دوران کوئی بڑے سے بڑے آدمی بھی آجاتا تو آپ اس سے گفتگو نہ فرماتے. دارالحدیث کے در و دیوار قصیدہ بردہ شریف و نعت شریف سے گونجتے رہتے. جب کسی حدیث مبارکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ. وسلم کے تبسم فرمانے کا ذکر آتا. تو آپ بھی مسکراتے اور طلبہ کو بھی تبسم کی ہدایت فرماتے. یوں تو سب ہی حدیث پڑھانے والے شیخ الحدیث ہوتے ہیں لیکن محدث اعظم پاکستان کا امتیاز یہ ہے کہ آپ حدیث پڑھاتے ہوئے طلبہ کی توجہ. حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مبذول کرواتے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ایک مشاہداتی کیفیت پیدا کر دیتے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا جب لوگ بیمار ہوتے ہیں بخار ہوتا ہے یا سر درد ہوتا ہے دوائی کھاتے ہیں لیکن. مجھے تکلیف ہوتی ہے تو میں احادیث مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھاتا ہوں تو مجھے آرام ہو جاتا ہے.(16)

ایک مرتبہ آپ بیمار ہوئے طلباء عیادت کے لیے حاضر ہوئے مولانا محمد حسین سکروی نے قصیدہ بردہ شریف خاص انداز سے پڑھنا شروع کر دیا بعد میں آپ نے فرمایا طبیب کے علاج سے اتنا فائدہ معلوم نہیں ہوتا جتنا ذکر حبیب سے. فرمایا استاد العلماء علامہ عطا محمد بندیالوی نے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شیخ الحدیث کے اجزائے بدنی کی ترکیب ہی عشق رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے کی گئی ہے.(17)

اللہ تعالی نے باطنی حسن کے ساتھ ساتھ آپ کو ظاہری حسن وجمال سے بھی نوازا تھا. مقدس نورانی چہرہ اکثر سفید لباس پہنتے سر پر بڑا عمامہ ہوتا. چال ڈھال نشست وبر خاست بڑی باوقار چلتے تو نظر نیچی رکھتے دولت خانہ سے نماز باجماعت کی ادائیگی کے لیے شاہی مسجد آتے تو پہلی صف میں بیٹھتے. کئی دفعہ دیکھا اقامت شروع ہوئی جہاں تھے وہیں بیٹھ گے نماز عصر کی باجماعت ادائیگی کے بعد مسجد میں کچھ دیر کے لیے وظائف میں مصروف رہتے.. نماز کی ادائیگی بڑے خشوع وخضوع سے فرماتے نماز جمعہ کے موقع پر اجتماع کثیر ہوتا. شہر وبیرون جات سے لوگ بڑے ذوق وشوق سے حاضر ہوتے. مرکزی سنی رضوی جامعہ مسجد کے نمازیوں سے بھر جانے کے بعد جھنگ بازار اور پھر. ارشد market میں صفیں بچھانا پڑ تیں.(18)

حضرت شاہ سراج الحق چشتی سے بچپن ہی میں سلسہ عالیہ چشتیہ میں بیعت ہوگئے تھے ان سے اجازت وخلافت بھی حاصل تھی. حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضاخان سے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں بیعت. خلافت کے شرف سے مشرف ہوئے نیز مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفی رضا اور حضرت صدرالشریعہ سے بھی اجازت وخلافت حاصل تھی ہزاروں افراد آپ کے دست اقدس پر تائب ہو کر سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے۔(19)

دراصل درس وتدریس اور بیعت وارشاد کی جان گسل مصروفیات کے باعث تصنیف وتالیف کی جانب توجہ نہ کر سکے. تاہم چند تصانیف فتاویٰ محدث اعظم اسلامی قانون وراثت تبصرہ,مذہب. پر تذکرہ مشرقی حال ہی میں مکتبہ قادریہ فیصل آباد نے شائع کی ہے۔

محدث اعظم حضرت علامہ مولانا محمد سردار احمد چشتی کو اپنے استاد محترم حضرت صدرالشریعہ سے بڑی عقیدت تھی. پاکستان تشریف لائے تو اکثر مدارس کے منتظمین اور مشائخ کی خواہش تھی کہ حضرت ہمارے مدرسے. کو رونق بخشے جنابمحدث اعظم پاکستان نے جو کچھ فرمایا اس کے لفظ لفظ سے اپنے استاذ محترم کی عقیدت پھوٹتی ہے فرمایامیں استادی المکرم بدرطریقت صدرالشریعہ علامہ حکیم محمد امجد علی صاحب رضوی دامت برکاتہ. سیدی وسندی حضرت مفتی اعظم ہند, سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ بریلوی شریف کے حکم کا منتظر ہوں. اگر وہ حضرات مجھے حکم دیں تو کہیں بھی شامیانہ لگا کر دینی خدمات انجام دوں گا. لیکن جب تک ان حضرات. کی طرف سے کوئی حکم یا کوئی غیبی اشارہ نہ ہو جائے اس وقت تک کسی جگہ کا وعدہ قبول نہ کروں گا. ایام علالت میں ایک مرتبہ آپ صدیقی ہسپتال فیروز شاہ سیکٹریٹ سے دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی ٹیکسی پر سوار ہو کر. تشریف لے جانے لگے. اتفاق سے ٹیکسی والا راستہ بھول گیا. مولانا سردار احمد اور مولانا عنایت اللہ شاہ ٹیکسی رکوا کر جس سے پوچھتے کہ دارالعلوم امجدیہ کس طرف ہے. وہ لاعلمی ظاہر کرتا ہے. حضرت شیخ الحدیث قدس. خاموش رہے بالآخر آپ نے ٹیکسی رکوا کر ایک آدمی سے پوچھا ہمارے صدرالشریعہ بدرالطریقہ قبلہ کے نام سے ایک دارالعلوم یہاں ہے. ہمیں وہیں پہنچنا ہے اتفاق کی بات یہ ہے کہ آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ عالمگیر روڈ سامنے آگیا اور دالعلوم امجدیہ سامنے تھا. سچ ہے اساتذہ کرام کے ادب واحترام سے بھولی ہوئی منزلیں سامنے آجاتی ہیں. یونہی حضرت صدرالشریعہ بھی آپ پر بہت شفقت فرماتے تھے. ایک

مرتبہ فرمایا. مولانا سردار احمد. میری دائیں آنکھ ہیں.۔(20)

اپنے دور کے عظیم محدث ملت اسلامیہ کے محسن حبیب کبریا کا سچے عاشق سنیوں کے قافلہ سالار لاکھوں افراد کو اشک بار چھوڑ کر رجب المرجب تیرہ سو بیاسی ہجری کو دنیافانی سے رخصت ہوئے آپ کا جسم مبارک. بذریعہ شاہین ایکسپریس کراچی سے فیصل آباد لایا گیا. اسٹیشن سے جامعہ رضویہ تک علماومشائخ اور عوام کے بے پناہ ہجوم نے یہ ایمان افروز نظارہ دیکھا. کہ آپ کے جنازہ پر نور کی بارش ہو رہی ہے اور ابر کا نام ونشان. نہیں تھا نماز جنازہ حسب وصیت شہید اہل سنت مولانا عبد القادر احمد آبادی نے پڑھائی. نماز جنازہ میں قریبا تین لاکھ فرزندان توحید ورسالت شریک ہوئے. آپ کا مزار آپ ہی کی بنائی ہوئی سنی رضوی جامعہ مسجد. فیصل آباد کے پہلو میں زیارت گاہ خاص وعام ہے۔(21)

2: غزالی زماں علامہ احمد سعید کاظمی شاہ

امام اہل سنت غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی ایسی نادر روز گار ہستیاں صدیوں بعد عالم رنگ وبو میں جلوہ گر ہوتی ہیں. اور رہتی دنیا تک اپنے آثار اور یادیں چھوڑ جاتے ہیں اور عام طور پر ہوتا یہ ہے. کہ تدریس, تصنیف, خطابت اور مقام فخر و درویشی اوصاف کسی ایک شخصیت میں جمع نہیں ہوتے. کوئی شخص اگر عظیم ترین خطیب ہے تو اس درجے کا مصنف نہیں ہوتا. اگر میدان تصنیف میں بام عروج کو پہنچ جائے.. تدریس میں اس بلند مقام کا حامل نہیں ہوتا. لیکن علامہ سید احمد سعید کاظمی کی شخصیت اس عمومی قاعدے سے مستثنیٰ تھی. انہیں مستند تدریس پر دیکھا جاتا یا رشدے ہدایت کی محفل. میں یوں محسوس ہوتا ہے کہ قدرت جل مجدہ نے انہیں بنایا ہے اس منصب کے لیے ہے میدان خطابت وتصنیف میں ان کے زور بیان قوت استدلال اور دلائل کی فراوانی کے آگے اہل باطل کے. سینے میں دل بیٹھ بیٹھ جاتا. یوں دکھائی دیتا کہ مخالفین کی تمام کاوشوں ایک cell پناہ کے آگے کی طرح بہتی چلی جارہی ہے. یہی سبب تھا کہ مخالفین نے آپ کا راستہ روکنے کی بارہا کوششیں کیں۔ مخالفتوں کے طوفان اٹھائے یہاں تک کہ آپ پر قاتلانہ حملے کرائے گئے مگر آپ کے پائے استقلال میں جنبش نہ آئی اور آپ کا ہر قدم منزل کی طرف آگے ہی آگے بڑھتا رہا اور ایک وہ وقت آیا کہ. کاظمی شہر اولیاء ملتان کی آبرو تھے. اور مولانا حامد علی خان علم وعلماء ومجاہدین ملتان کی پہچان تھے۔(22)

حضرت کا سلسلہ نسب سیدنا امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے. آپ کی ولادت باسعادت 1913ء میں امروحہ ضلع مراد آباد میں سید محمد مختار کاظمی کے گھر ہوئی. والد گرامی کا سایہ. بچپن ہی میں سر سے اٹھ گیا. تمام تر تعلیم وتربیت اپنے برادر بزرگ محدث جلیل حضرت مولانا سید محمد خلیل رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی. وہ مدرسہ بحر العلوم شاہ جہان پور میں تھے اور حضرت علامہ. کاظمی کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے. حضرت علامہ کاظمی نے تکمیل علوم کے بعد ان سے سند حدیث حاصل کی اور انہی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور اجازت وخلافت سے سرفراز کیے گئے. ان کے علاوہ. مفتی اعظم ہند مولانا مصطفی رضا خان بریلوی سے بھی آپ کو خلافت واجازت حاصل تھی. زمانہ طالب علمی میں ہی آپ نے تدریس شروع کر دی تھی

فراغت کے بعد کچھ عرصہ جامعہ نعمانیہ لاہور میں فرائض تدریس انجام دیتے رہے.. 1931 عیسوی میں مدرسہ محمدیہ حنفیہ امروحہ میں مدرس مقرر ہوئے. چار سال بعد ایک سال کا عرصہ اوکاڑہ میں قیام کیا. انیس سو پینتیس میں ملتان تشریف لے گئے نومبر انیس سو پینتیس عیسوی میں مسجد حافظ فتح شیر. لاہوری دروازہ میں قرآن پاک کا درس شروع کیا. جو اٹھارہ سال میں مکمل کیا حضرت چپ شاہ کی مسجد میں عشاء کی نماز کے بعد حدیث کا درس شروع کیا. یہاں مشکاۃ شریف اور بخاری شریف کا درس مکمل کیا. اسی دوران. پنے اپنے دولت کدہ پر درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا پھر ایک قطع اراضی خرید کر مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوارالعلوم ملتان قائم کیا. جہاں آپ درس حدیث دیتے تھے یہ مدرسہ ملک بھر میں. بنیادی حیثیت رکھتا تھا. یہاں سے سینکڑوں علما اکتساب فیض کر کے ملک کے گوشے گوشے میں دین متین کی خدمت و تبلیغ انجام دے رہے ہیں. ایوب خان کے دور میں محکمہ اوقاف نے جامعہ اسلامیہ بہاولپور کو اسلامی یونیورسٹی کا درجہ دیا. تو آپ کو دعوت دی گئی کہ آپ مسند شیخ الحدیث کو زینت بخشیں. چنانچہ انیس سو تریسٹھ عیسوی سے انیس سو چھتر عیسوی تک آپ بہ صد شان و شوکت اس منصب تدریس پر فائز رہے. اس عرصے میں آپ نے نہ صرف علاقے میں حدیث کو سیر اب کیا بلکہ خوش اسلوبی سے اہل سنت والجماعت کی نمائندگی بھی کی۔ اہل علم یہاں تک کہ مخالفین نے بھی آپ کی محد ثانہ جلالت اور علمی فضیلت کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔(23)

آپ کے تلامذہ کی طویل فہرست میں سے چند اسماء یہ ہیں علامہ منظور احمد فیض احمد پور شرقیہ مفتی سید شجاعت علی قادری سابق justiceوفاقی شرعی عدالت علامہ سید سعادت علی قادری مبلغ اسلام مولانا. محمد شفیق اوکاڑوی خطیب پاکستان مفتی غلام سرور قادری, علامہ غلام رسول سعیدی, مولانا مشتاق احمد چشتی گولڑوی مولانا عبدالقادر خانیوال, علامہ محمد مقصود احمد خطیب حضرت داتا گنج بخش لاہور. حسن الدین ہاشمی علامہ غلام فرید ہزاروی علامہ محمد شریف ہزاروی مفتی محمد اقبال سعیدی اور فیض ملت مفتی فیض احمد اویسی نمایاں ہیں۔

حضرت علامہ احمد سعید کاظمی ہر دینی اور ملی تحریک میں بحیثیت قائد شریک رہے. تحریک پاکستان کا دل و جان سے ساتھ دیا. اس سلسلے میں قائد اعظم سے خط و خطابت بھی کی. اپنے خطابات کے ذریعے عوام و خواص میں تحریک کو مقبول بنایا.. انیس سو چھیالیس عیسوی میں سر زمین بنارس میں منعقد ہونے والی عظیم الشان آل انڈیا سنی کانفرنس تحریک پاکستان کے لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے. اس کانفرنس میں پنجاب کے علماء و مشائخ کے وفد کے ساتھ شریک ہوئے اور مطالبہ پاکستان کی.

تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفی میں قائدانہ حصہ لیا. اور تمام عمر مقام مصطفی کے تحفظ اور نظام مصطفی کے نفاذ کے لیے جدوجہد کرتے رہے. انیس سو اڑتالیس عیسوی میں انوار العلو. میں علماء اہل سنت کا نمائندہ اجلاس بلایا جس میں تقسیم ملک کے بعد پیدا ہونے والے حالات کا جائزہ لیا گیا. اور آل انڈیا سنی کانفرنس کا نام تبدیل کر کے جمیعت العلما پاکستان کی تشکیل کی گئی. جس کے پہلے صدر علامہ سید. ابوالحسنات قادری صدر اور علامہ کاظمی جنرل سیکرٹری منتخب کیے گئے. مئی انیس سو ساٹھ عیسوی میں اہل سنت کے مدارس کو منظم کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے تنظیم المدارس قائم کی، جنوری انیس سو چوہتر عیسوی

میں علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری صدر منتخب ہوئے. ان کی علالت کے دوران کو حضرت علامہ کاظمی صدر منتخب ہوئے اور حیات مستار کے آخری دنوں تک اس منصب کے فرائض. باحسن باخوبی انجام دیتے رہے۔(24)

1978ء کو قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان میں فقید المثال کل پاکستان سنی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں اخباری اطلاع کے مطابق بیس سے پچیس لاکھ تک عوام اہل سنت اور دس ہزار سے زیادہ علماءو. کا اجتماع تھا. تاریخ پاکستان کے اس سب سے بڑی کانفرنس کے مرکزی کردار اور روح رواں حضرت علامہ کاظمی ہی تھے. اسی موقع پر ملک gear سطح پر ایک غیر سیاسی تنظیم جماعت اہل سنت کے منظم کرنے کا فیصلہ کیا گیا.. اور متفقہ طور پر آپ ہی کو مرکزی صدر منتخب کیا گیا. آپ نے اپنے صدارتی خطبہ میں فرمایا. آج ہمارا ملک بحران سے دوچار ہے. ایک طرف الحاد والا دینیت کا سیل رواں اسلامی اقدار. خواہشات کی طرح بہائے لے جارہاہے دوسری طرف تحریک پاکستان کے مخالفین نے اپنی سیاہ ماضی کی روایات دہرا کر ملک وملت اور مسلک اہل سنت کو نقصان پہنچانے میں گٹھ جوڑ کر دیا ہے. ان تمام سازشوں کا. بنارس اور دارالسلام ٹوبہ ٹیک سنگ سنی کانفرنس کی نہج پر ملتان میں یہ کل پاکستان سنی کانفرنس منعقد کی گئی ہے۔(25)

حضرت علامہ احمد سعید کاظمی نے اپنی تعلیمی, تبلیغی اور رشد ہدایت کی بے شمار مصروفیات کے باوجود محققانہ تصانیف کا قابل قدر ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے. پہلے ملتان سے ماہنامہ قائد اور پھر حضرت سید نکالتے رہے جن میں آپ کے عالمانہ مقالات شائع ہوا کرتے تھے. اسی رسالے میں نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کا سایہ نہ ہونے کے موضوع پر مشہور دیوبندی قلم کار عامر عثمانی سے ایک عرصہ تک بحث کا سلسلہ جاری رہا. بالآخر فریق مخالف نے خاموش. میں عافیت جانی اور بحث کا سلسلہ ختم کر دیا. آپ کے تحقیقی مقالات تین جلدوں میں مقالات کاظمی کے نام سے چھپ کر مقبولیت حاصل کر چکے ہیں. حال ہی میں درود تاج پر اعتراضات اور ان کے جوابات کے نام سے آپ کا مبسوت مقالہ شائع ہوا. ھے جس میں جافر شاہ پھلواری کے اعتراضات کے جوابات دیے گئے ھیں آپ کا ترجمہ قرآن چھپ گیا ہے آپ نے قرآن پاک کی تفسیر کا کام بھی شروع کیا تھا جو کثرت مشاغل کی بنا پر پہلے پارے تک ہی محدود رہا۔(26)

فیض ملت کی اجازت سند حدیث

حضرت علامہ مفتی فیض احمد اویسی کو حضرت مولانا پیر احمد سعید کاظمی شاہ علیہ الرحمہ مولانا شیخ عبد الکریم البغدادی اور مفتی محمد مصطفے رضا خان بریلوی سے سند حدیث حاصل تھی۔

فیض ملت کا سلسلہ بیعت طریقت

علامہ عبد الرحمن نقشبندی فاضل جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور اپنے مقالہ میں لکھتے ہیں اس پر فتن اور پر خوف وخطر راستہ کہ ہولناک گھاٹیوں کو عبور کرنے میں ٹھوکروں سے بچنے کے لیے اور فلاح کے لیے خوا فلاح ظاہری ہو یا فلاح باطنی پیر ومرشد ضروری ہے مرشد بھی ایسا ہونا چاہیے. جو خود کسی ایسے سلسلہ میں داخل ہو جو جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہو

جیسے تسبیح کے دانے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ایک سلسلہ کا حکم رکھتے ہیں. حضرت علامہ مولانا مفتی محمد فیض احمد اویسی نے سلف صالحین کے طریقے پر چلتے ہوئے اور مشکلات کے پیش نظر مرشد کامل کا انتخاب فرمایا اور آج کل کے دور میں مرشد کامل بھی ناپید ہے مگر علامہ اویسی کو یہ نسبت بھی بڑی ظاہر و باطن اسرار ورموسے مالا مال تھے آپ نے حضرت خواجہ الحاج محمد بن اویسی رحمتہ اللہ علیہ سجادہ نشین دربار عالیہ خواجہ محکم الدین سیرانی اویسی کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا. خواجہ محمد بن اویسی, عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم, خواجہ اویس قرنی کے روحانی خلیفہ حضرت حافظ عبد الخالق اویسی کے خلیفہ راشد تھے. علامہ اویسی سلسلہ عالیہ اویسیہ کے ساتھ. سلسلہ عالیہ قادریہ سے بھی مستفید ہوئے. آپ کو امام احمد رضا خان قادری بریلوی کے شہزادے مفتی مصطفی رضا خان قادری بریلوی سے قادری نسبت کی دولت ابدی بھی حاصل تھی۔(27)

علامہ اویسی نور اللہ مرقدہ کو جن مشائخ عظام سے بیعت وخلافت حاصل تھی وہ سب کے سب شریعت کے حاملین تھے. ایک موقع پر آپ نے حضرت مولانا محمد شہزاد قادری ترابی مدیر ماہنامہ تحفظ کراچی کو انٹرویو دیتے ہوئے بعیت کے حوالہ سے فرمایا کہ میرے بیعت ہونے کی وجہ یہ تھی کہ چونکہ ہم آباؤاجداد سے اسی سلسلہ اویسیہ سے اسی درگاہ سے ایرانی سے وابستہ تھے. میرے پیر ومرشد حضرت الحاج محمد اویسی حنفی شریعت کے. پابند تھے مریدین کو بھی اسی راہ پر لگاتے میں قدیمی اعتبار سے مقتدی تھا. مجھے مرشد کی یہ ادا پسند آتی اس لیے ان سے بیعت ہو گیا. حضرت مرشد کریم کی بھی آپ سے خصوصی شفقت ہو گئی تھی. حفظ القرآن کے بعد حضرت الحاج. نے ہی آپ کو علوم عربیہ پڑھنے کا حکم فرمایا تھا. اور تا وصال خصوصیت سے آپ کی علمی و عملی تربیت فرمائی. وصال کے بعد بھی ان کی نگاہ کرم تاحال جاری وساری ہے۔(28)

آپ شجرہ شریفہ قادریہ کے ابتدائیہ میں لکھتے ہیں کہ الحمد للہ آپ پیدائشی بلکہ آباؤاجداد سے سلسلہ اویسیہ سے منسلک تھے علامہ اویسی حضرت خواجہ حاجی محمد اویسی سے بعیت ہوئے آپ حضور خواجہ محمد. لال معروف بابا محکم الدین سیرانی کی بارگاہ عزیز تھے ان کے وصال کے بعد حضرت خواجہ الحاج محمد سلطان بالا بن اویسی کی صحبت بابرکت میں زندگی بسر کی اس لیے علامہ ویسی کی آرزو تھی کہ اویسی قادری رہو اور اویسی قادری مروں. اور قیامت میں اویسی قادری اٹھوں. آپ سلسلہ قادریہ کے ساتھ ساتھ سلسلہ اویسیہ میں بھی اہل اسلام کو داخل کرتے تھے۔(29)

علامہ اویسی کی غوث پاک سے محبت

حضور سیدنا شیخ ابو محمد عبد القادر جیلانی کی ذات گرامی کسی تعارف کے محتاج نہیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ تعارف ان کا محتاج ہے. اللہ تعالی نے اپنے محبوب کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس لاڈلے امتی کو جو عروج وکمال اور شہرت وعظمت عطا کی ہے وہ کسی اور کے حصے میں نہیں آئی. اس امت میں بالخصوص جملہ سلاسل طریقت میں آپ کی ذات منفرد و یگانگہ چودھویں رات کے چاند کی مانند جگمگاتی نظر آتی ہے.. حضرت شیخ کو اپنے اپنے وقت کے آئمہ وعارفین زمانہ نے شہباز لامکانی غوث صمدانی قطب ربانی, امام الاولیاء, قطب الاقطاب کے گراں قدر القابات کے ساتھ یاد کیا. آپ کی ذات گرامی اس امت کے لیے. نزول

رحمت کا بیش خیمہ ثابت ہوئے تمام ہی اولیاء اللہ آپ کا دربار مبارک سے مستفید ہوئے. آپ کا فیضان سلسلہ قادریہ کی صورت میں پورے عالم میں جاری و ساری ہے. بلکہ تمام سلاسل طریقت تو در حقیقت آپ ہی کے. در سے فیض یاب ہیں. آپ کے فضائل و مناقب پر بے شمار کتب لکھی جاچکی ہیں. علامہ اویسی نے بھی سرکار غوث پاک سے فیض یاب ہونے اور حق غلامی ادا کرنے کی غرض سے آپ کے متعلق کئی تحقیقی و علمی کتب لکھی ہیں. بلکہ آپ کی غوث. سے محبت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ اکثر اوقات اگرچہ موضوع بظاہر مختلف ہوتا تھا. اور اسے غوث اعظم سے متعلق نسبت نہیں بھی ہوتی تب بھی آپ کلام ہی کلام کے اندر حضور غوث پاک کے ذکر مبارک. ضرور فرمادیتے تھے۔(30)

علامہ اویسی کی اعلی حضرت سے محبت

حضرت علامہ اویسی امام احمد رضا خان فاضل بریلوی سے نہایت ہی عقیدت و محبت رکھتے تھے آپ نے اس کا اظہار بھی فرمایا مثلا اپنے آبائی گاؤں کا نام اپنے جد امجد مولانا محمد حامد. اویسی اور امام احمد رضا کے صاحبزادے علامہ محمد حامد رضا کے نام پر حامد آباد رکھا. آپ نے اپنے تعلیمی ادارہ کا نام خواجہ اویس قرنی کی نسبت سے اویسیہ اور مام احمد رضا کی نسبت سے رضویہ تجویز کیا.. الحمدللہ یہ مدرسہ دینی تعلیم اور مسلک رضا کے فروغ کے لیے ملک پاکستان میں عظیم ادارہ ہے جہاں سے ہزاروں تشنگان علوم اپنی پیاس بجھارہے ہیں. انیس سونانوے سے ان کی سرپرستی میں شائع ہونے والے جریدہ ماہنا. فیاض عالم بہاولپور کے سر ورق پر آپ نے بافیضان کرم امام احمد رضا خان لکھنے کا حکم فرمایا. آپ تقریبا اپنی ہر تصنیف میں امام احمد رضا کی تحقیق کو پیش نظر رکھتے تھے۔(31)

امام احمد رضا خان نے علوم عقلیہ و نقلیہ پر ایک ہزار سے زائد کتب چھوڑی آمدن پچپن علوم و فنون پر اپنی تصانیف کا عظیم علمی زخیرہ چھوڑا. ماضی قریب میں آپ جیسا عظیم المرتبت مصنف دنیا اسلام کو میسر نہیں. اور یہ عظمت بھی اہل سنت کے ہی حصے میں آئی کہ امام احمد رضا کے مختلف علوم پر لکھی جانے والی تصانیف کا ذکر ممکن نہیں. امام احمد رضا نے جو کمال علمی ذخیرہ چھوڑا ہے اس کا ایک سچا وارث علامہ اویسی بھی تھے. اور یوں اس صدی کا عظیم. اور امام احمد رضا کا ثانی ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔

علامہ اویسی اور امام احمد رضا میں بہت چیزیں تصانیف کے حوالے سے مشترک ہیں. مگر امام احمد رضا نے اپنی کتب زیادہ تر علماء کے لیے لکھی ہیں. یہی وجہ ہے کہ زبان و بیان مشکل. جب کہ علامہ اویسی نے علماء اور عوام دونوں کے لیے لکھے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ زبان آسان اور سلیس ہے۔(32)

.علامہ اویسی صاحب کو امام احمد رضا کا ثانی سمجھا جاتا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اگرچہ یہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی اپنے دور کے عظیم محدث محقق فقیہ اور عالم اسلام کے بہت بڑے عالم دین تھے. علامہ مفتی فیض احمد اویسی, امام احمد رضا خان کے روحانی بیٹے تھے اور آپ نے اس کا حق ادا کیا اور امام احمد رضا خان کی طرح ہر محاذ پر آپ نے دین اسلام کی خدمات سرانجام

دیں اگر چہ اہل سنت کے دیگر علماء ومشائخ نے اپنے اپنے انداز میں دین کی گراں قدر خدمت کی ہے. کوئی مفسر بنا تو کوئی سیرت نگار کوئی مورخ اور شارح حدیث تو کسی نے فتاویٰ نویسی کی عرض یہ ہے کہ ہر ایک نے اپنے اپنے دور اور انداز میں کمال فن سے اپنی خدمات دین کی اشاعت کے لیے پیش کی ہیں سارے ہی علماء ومشائخ ہمارے لیے قابل احترام. لیکن جو کمال علامہ اویسی کے ہاں نظر آتا ہے کہیں اور نظر نہیں آتا وہی ایک پہلو ہے لیکن یہاں ہر پہلو میں ہمہ جہت شخصیت علامہ اویسی کی نظر آتی ہے ذرا غور کریں کہ آپ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی ایک سچے. جانشین عوارث اور روحانی بیٹے کس طرح ہیں۔

امام احمد رضا خان نے مختصر وقت میں قرآن کے حفظ کر دیا تھا جبکہ علامہ اویسی نے بھی بہت پہلے قرآن حکیم حفظ کر دیا تھا.

امام احمد رضا نے فن تجوید از خود حاصل کیا تھا علامہ اویسی نے نہ صرف یہ فن. حاصل کیا بلکہ اس پر جامع تصانیف بھی لکھی ہیں.

امام احمد رضا خان نے علوم منقولہ اور مقولہ پر ایک ہزار سے زائد کتب چھوڑیں جبکہ علامہ اویسی نے کم و بیش پانچ ہزار کتب تصنیف فرمائی

. امام احمد رضا خان نے. فارسی اور اردو میں اپنی تصانیف چھوڑی ہیں جبکہ علامہ ویسی نے بھی فارسی عربی اور اردو کے علاوہ سرائیکی میں بھی تصانیف لکھی ہیں.

امام احمد رضا خان نے نثر کے علاوہ نظم میں بھی کمال حاصل کیا علامہ اویسی نے بھی نثر کے علاوہ نظم میں تصنیف لکھی ہیں۔

نظم نے امام احمد رضا خان نے ہدایت کی بخشش لکھی ہے جس میں نعت رسول مقبول صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم قصائد اور منقبتیں لکھی ہیں جبکہ علامہ اویسی نے بھی یہی اسلوب اختیار کیا ہے بلکہ امام علامہ اویسی نے امام. احمد رضا خان کی حدائق بخشش کی ایک شرح کی ہے.

امام احمد رضا خان کو یہ کمال حاصل ہے کہ انہوں نے صرف ایک سوال کے جواب میں پوری کتاب لکھ ڈالی اور آپ کے فیض سے یہی کمال ہے علامہ اویسی کو بھی حاصل ہوا کہ انہوں نے بھی. ایک سوال کے جواب میں کئی صفحات پر مشتمل کتب لکھیں.

امام احمد رضا خان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ دلائل میں آیات قرآنی احادیث نبوی اقوال آئمہ اور سلف صالحین سے استدلال کرتے ہیں اور یہی کمال علامہ اویسی کو بھی حاصل ہے

. امام احمد رضا خان نے اپنی تصانیف کے نام عربی رکھے ہیں. امام احمد رضا خان کو یہ کمال بھی حاصل ہے کہ انہوں نے جن کتابوں کے عربی نام لکھے وہاں ان کے سن تاریخ بھی نکلتا ہے. علامہ اویسی کو بھی یہ کمال حاصل ہے کہ آپ. بھی امام احمد رضا کی اتباع میں اپنی تمام تصانیف کے نام عربی میں بھی رکھے ہیں علامہ اویسی کی تصنیف کردہ کتب تاریخی ہیں ان کے نام سے بھی سنی تحریر نکلتا ہے لیکن آپ نے اپنی تصنیف کے عربی کے ساتھ اردو نام بھی خود ہی تجویز کیے ہیں اور اردو نام لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی حضرت محمد فیض احمد اویسی اس کی وجہ بتاتے ہیں کہ دور سابقہ میں کتب کے طویل اور علمی نام منتخب کیے جاتے تھے. آج جہالت کا غلبہ ہے اس لیے طویل نام تو آہ. نہیں بھاتے علمی ناموں سے بھی نفرت کی جاتی ہے. یہاں تک کہ بہت سے

علم کے دعویدار بھی اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں. اس لیے آپ نے عربی کے ساتھ اردو نام بھی لکھے ہیں۔

امام احمد رضاخان فاضل بریلوی نے سائنسی علوم پر تصانیف کا کثیر علمی ذخیرہ چھوڑا. آپ سائنس کے متعلق فرماتے ہیں کہ سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو حیات و نصوص میں تعویلات دور اذکار کر کے. سائنس کے مطابق کر دیا جائے یوں تو معاذ اللہ اسلام نے سائنس قبول کی نہ کہ سائنس نے اسلام. وہ مسلمان ہو گئی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل تھے اسے خلاف ہے سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے. امام احمد رضا نے سائنس پر کافی کتب لکھی ہیں جو. بحیثیت عالم دین آپ ہی کا حصہ ہے طبی سائنس کے ہندو میں شامل ہے جن پر امام احمد رضا خان نے کتب چھوڑی ہے جب کہ ہم علامہ اویسی کے تصنیف کو دیکھتے ہیں تو ہمیں یہاں بھی امام احمد رضا کا ثانی علامہ اویسی ہی معلوم ہوتے ہیں علامہ اویسی اس کے متعلق کتب میں یا تو کلی طور پر یا تو جزوی طور پر سائنس پر بحث کی ہے اور اسلام کا نقطہ نظر پیش کیا ہے. موجودہ دور کے علماء اور محققین کے لیے ایک راہ متعین کر دی ہے کہ وہ بھی ان امور پر اپنی تحقیقات پیش کریں. اکثر علماء کو. دور جدید میں جدید علوم سے ناآشنا سمجھا جاتا ہے. لیکن علامہ اویسی نے اس تصور کو یکسر غلط ثابت کر دیا ہے. یہ اہل مغرب کو بھی دعوت ہے کہ وہ ایسے علماء اسلام کی گرد راہ کو بھی نہیں پاسکتے جنہوں نے قرآن حکیم سے جدید. سائنس کو ثابت کیا ہے یقیناً پرانے مسلمان سائنسدانوں کی خدمات سے ہی اہل مغرب نے ترقی کی ہے. جبکہ موجودہ دور میں بہت کم علماء دیکھنے میں آئیں گے جنہوں نے سائنسی علوم میں کمال حاصل کیا.

-

امام احمد رضاخان نے فتاویٰ رضویہ جیسا عظیم الشان ذخیرہ چھوڑا ہے جو 13 جلدوں پر مشتمل ہے. جسے اسلامی فقہ میں انسائیکلوپیڈیا کہا جاسکتا ہے جو جدید تحقیق پر تقریبا تینتیس جلدوں میں مکمل ہوا ہے... علامہ ویسی نے فتاوی اویسیہ آٹھ جلدوں میں تصنیف کیا ہے. آپ نے ایک ایک سوال کے جواب میں پورا پورا رسالہ لکھ دیا ہے. جو فقہ حنفی کا عظیم ذخیرہ ہے. آپ نے امام احمد رضاخان فاضل. کے اسلوب میں ہر عنوان پر قدم اٹھایا ہے اس بنا پر یقیناً ہم کہنے میں حق باجانب ہے کہ ثانی امام احمد رضا علامہ اویسی کی ذات ہے۔(32)

حضرت علامہ مولانا مفتی فیض احمد اویسی محدث بہاولپوری نے حدیث مبارک محد سے لحد تک علم حاصل کرو کے مطابق اپنی ساری زندگی پڑھنے پڑھانے میں گزار دی. سفر و حضر اور ایام علالت میں بھی لکھنے, لکھانے کا. سلسلہ جاری رکھا. اللہ تعالی نے آپ کو بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا. آپ بیک وقت ایک عظیم عالم اور مفسر و محدث حافظ و قاری کامیاب و مناظر پانچ ہزار کے لگ بھگ کتب کے مصنف پیر طریقت رہبر شریعت تھے۔

بد قسمتی سے دور حاضر میں پیری مریدی ایک نفع بخش کاروبار کی سہولت اختیار کر گیا ہے. اس وقت حالات نے جو رخ اختیار کیے ہوئے ہیں وہ سب پر عیاں ہیں جبکہ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ صوفیاء کرام کی تعلیمات میں عمل پیرا ہونے سے انسان دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہو سکتا ہے. اولیاء کرام کی خانقاہیں ہدایت اور روحانیت کے عظیم مراکز ہیں. جہاں ہر لمحہ

گرداب میں مبتلا لاکھوں انسان قلبی وذہنی سکون پاتے ہیں. علامہ اویسی نورہ مرقدہ ہو سے سوال کیا گیا کہ شیخ طریقت میں کن خوبیوں کا موجود ہونا ضروری ہے. تو آپ نے شیخ طریقت کے لیے امام احمد رضا محدث بریلوی کی بیان کی گئی چار شرائط ضروری بتائیں. جو کہ درج ذیل ہے. حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم. تک مرشد کامل کا سلسلہ متصل ہو. اور ایک کامل مرشد کا سنین عقیدہ ہونا بھی نہایت ضروری ہے اور شیخ طریقت شرعی علوم سے بقدر ضرورت واقف ہو. اس کے علاوہ مرشد کامل فاسق معلن نہ ہو یعنی کھلم کھلا فاسق نہ ہو۔

آج ہماری درگاہوں کا نظام دیکھ کر کتنے لوگ ہیں جو ہم سے دور ہو رہے ہیں حضور فیض ملت سے اس نظام کے متعلق ملک محبوب مسعود قادری نے سوال کیا کہ ہمارا خانقاہی نظام تباہی کے دہانے پر ہے اس اہم مسئلہ کا حل. کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ خانقاہی نظام خوب سے خوب تر تھا. جب اس نشیمن کے مکین حضور سیدنا غوث اعظم اور سیدنا خواجہ غریب نواز اجمیری کے غلام تھے. اب اس نشیمن میں ذاگوں کا بسیرا ہے یا ان کی اصلاح ہو یا ان کو اڑا کر شہبازوں کو بٹھا دے۔(33)

علامہ مفتی فیض احمد اویسی کی تدریسی زندگی جو1962 ء سے2010ء تک ہے یہ اٹھاون سال بنتے ہیں. اٹھاون سالہ تدریسی زندگی میں تلاوت قرآن الہی وذکر وفکر اور تحریری مصروفیات کے باوجود بھی ہزاروں بلکہ بلا مبالغہ لاکھوں علماء وفضلہ, حفاظ وفقہاء, معلمین, مدرسین, محققین, مفتیان, دین اور مفسرین اور محدثین پیدا کیے. آپ کے ہزاروں لاکھوں شاگرد دنیا کے مختلف. علاقوں میں جہالت کے اندھیروں کو مٹاتے ہوئے علمی وروحانی ضیاء پاشیاں کر رہے ہیں. نیز آپ کے خلفاء کرام بھی اپنی اپنی جگہ آپ کے عظیم علمی اور روحانی مشن کو برقرار رکھتے ہوئے سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ اویسیہ کی ترویج. اور مذہب کے فروغ کے لیے شب بروز مصروف عمل ہیں. حضرت مفتی فیض احمد اویسی کے روحانی فیض سے ایک دنیا فیض یاب ہو رہی ہے. مفتی اعظم ہند مصطفی رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے جو مقام آپ علیہ رحمہ کو نصیب. ہوا وہ بھی تاریخ کا حصہ بن چکا ہے. سلسلہ عالیہ اویسیہ رضویہ کی ترویج واشاعت کے لیے آپ کا کردار نا قابل فراموش ہے. یوں تو دارالعلوم اویسیہ رضویہ میں آنے والے ہر طالب علم کو آپ کے روحانی فیض سے باقدر ظرف حصہ نصیب ہوا لیکن. آپ نے کچھ کو بطور خاص فیوض باطنی سے بھی سرفراز فرمایا. علامہ اویسی ایک روایت ساز شخصیت تھی اس میدان میں بھی آپ نے نئی روایات قائم کرتے ہوئے ایسے افراد کو خرقہ خلافت عطا فرمایا جو علمی طور پر دین متین کی خدمت کے لیے سرگرم عمل ہیں۔ آپ عبدالرحمن نے مقام غوثیت اور ولایت پر فائز ہونے کے باوجود اپنی طبیعت پر حد درجہ صبر فرمایا ہمیشہ کوشش فرمائی کہ روحانی مقامات کا اظہار نہ ہونے پائے۔ آپ علیہالرحمہ سلسلہ اویسیہ رضویہ قادریہ کے اس مقدس امانت کو ہمیشہ آبرومند رکھا اور خلافت عطا کرتے ہوئے انتہائی محتاط رویہ اختیار فرمایا۔

سادات کرام کی عزت و تعظیم جو علامہ اویسی فرماتے تھے شاید ہی کسی آستانے پر دیکھنے میں آئے چھوٹا ہے یا بڑا شاگرد ہے یا کہ نہیں. اگر وہ صحیح العقیدہ سید زادہ ہے تو پھر علامہ اویسی اس کی راہ میں آنکھیں بچھا دیتے تھے اور اس. کے نسب کی وجہ سے وہ

تعظیم فرماتے تھے کہ دیکھنے والا خود ہی فیصلہ کرلیتا تھا کہ جو شخص آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اتنی محبت کرتا ہے نہ جانے وہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی محبت کرتا ہو گا سادات. کو خلافت دیتے وقت خود فرماتے تھے کہ بھائی فقیر اویسی کا کیا ہے بس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نوکری کر رہا ہوں سادات سے اپنی نسبت کام کر رہا ہوں اور میرے نامہ اعمال میں کچھ خاص نہیں ہے صرف سادہ کلام کا استاد ہوں بس میدان. محشر آخرت میں میری بخشش کے لیے یہی کافی ہے نہ کہ میرے اعمال، لہذا خلافت میں سادات کرام کا پہلا حصہ عطا فرمایا اور دورہ تفسیر القرآن حاضری رجسٹر میں سب سے پہلا نام سادات کرام شاگردوں کا تحریر فرماتے تھے۔

انسان کے ویسے تو بہت سی عادات ہوتے ہیں جن میں سے بعض اچھے اور بعض بری ہوتی ہیں مگر ایک گروہ ایسا بھی ہوتا ہے جن پر اللہ تعالی کی خاص نظر کرم ہوتی ہے تو ان کی سب فطری عادتیں اچھی ہی ہوتی ہیں. علامہ اویسی کی ذات بھی ایسی ہی تھی کہ جن کو دیکھا جائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یاد آجاتی ہے آپ کے اوقات زندگی بہت مثبت اور ایک متعین نظام کے تحت تقسیم تھے. فجر سے پہلے اٹھ کر نماز تہجد ادا کرنا پھر تلاوت قرآن پاک اور. اوراد میں مشغول ہو جانا. نماز فجر با جماعت پڑھ کر سب مقتدیوں کے ساتھ ذکر اور درود شریف کی محفل میں مصروف ہو جاتے تھے. ختم شریف اور درود وسلام پڑھنے کے بعد آپ مصلی پر ہی بیٹھ کر اوراد و وظائف دعا وظائف میں مشغول ہو جاتے تھے. اور نماز پڑھ کر ناشتہ کرتے اور ناشتہ سے فارغ ہو کر پھر تصنیف و تالیف کا کام شروع فرما دیتے تھے. مدرسہ میں تدریس کے اوقات میں مسلسل پانچ چھ گھنٹے درس سے دیتے نماز ظہر ادا کر کے مختصر قیلولہ فرمانے کے بعد تصنیف کا سلسلہ شروع فرما دیتے تھے. نماز عصر کے بعد اکابر علماء اہل سنت کی طرح علمی نشست ہوتی تھی. اور زبانی آفادات کے سلسلے جاری رہتے تھے. نماز مغرب اور نماز عشاء کے بعد رات گئے تک مطالعہ اور تصنیف و تالیف کا کام جاری رہتا. مگر معمول کے شب وروز میں کبھی کبھی سفر کا معاملہ ضرور خلل ڈالتا. یہ سفر وعظ و تقریر کے لیے ہوتا. آپ کسی مرکزی جلسے میں چار چار پانچ پانچ گھنٹے خطاب کرتے اور خطاب میں زیادہ قرآن پاک اور حدیث پاک پڑھتے تھے۔(35)

علامہ اویسی کا تقوی

زہد و وری اور احتیاط اور تقوی ایک عالم دین کی شان ہے. اس سے ان اوصاف سے متصف ہونا بھی چاہیے. علامہ اویسی ایک ممتاز عالم دین تھے. اس لیے تقوی اور احتیاط کی بھی امتیازی شان رکھتے تھے. نماز باجماعت کے پابند سنتوں کا آئندہ دار مستحابات کے شفیقہ شریعت سے آراستہ اور طریقت کے رمز آشنا تھے علامہ اویسی کو خواجہ محمد بن اویسی نے ظاہری و باطنی خوبیوں کی بدولت بیعت کے وقت ہی خلافت سے نواز دیا تھا تب سے آپ اویس قرنی رضی اللہ عنہ اور غوث اعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی کے سلسلوں کو وسیع کرتے نظر آتے تھے. جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ پیر کامل کے لیے شرط اولین یہ ہے کہ وہ شریعت مطہرہ کا پابند ہو۔ علامہ اویسی کے تقوی، پرہیز گاری کی شہادت آپ کے اساتذہ کرام نے بھی دی آپ کے شاگرد

علامہ مفتی مختار احمد اویسی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالی نے آپ کو جوانی میں ہی اعلی تقوی عطا فرمایا تھا پچاس سال سے علامہ مفتی مختار احمد. ان کے مقام میں تقوی کو جانتے تھے علامہ اویسی مفتی مختار احمد کے والد گرامی علامہ سراج احمد چشتی کے تلمیذے رشید تھے وہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالی نے حافظ فیض احمد اویسی کو تقویٰ بصر, تقویٰ, سما, تقوی, ید اور تقویٰ رجلین عطا فرمایا تھا. کہ زندگی بھر غلط نظر نہ اٹھی گویا تمام اعضاء کا مقام. تقوی حاصل تھی میری نظر میں حضرت مجسم تقوی تھے۔(36)

تاریخ وفات

فیض ملت علامہ فیض احمد اویسی نے خدمات اسلام سے پر زندگی گزارنے کے بعد 15 رمضان المبارک 1431ھ / 26 اگست 2010ء کو انتقال فرمایا، مزار مبارک دار لعلوم جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں مرجع خلائق ہے۔(37)

حوالہ جات

1. فیوض الرحمن ج1، ص12
2. علامہ فیض احمد اویسی کی مذہبی اور تصنیفی خدمات، ص16
3. انظر۔ماہنام فیض عالم، اگست2014ء
4. مظلوم مصنف، ص9
5. علامہ فیض احمد اویسی کی مذہبی اور تصنیفی خدمات، ص17
6. ایضا،
7. ایضا،
8. ایضا، ص18
9. ایضا
10. ایضا
11. محدث اعظم پاکستان، ص33
12. ایضا، ص63
13. ماہنامہ رضائے مصطفی، ص12
14. ماہنامہ رضائے مصطفے، ص13
15. محدث اعظم پاکستان، 1/48
16. سیرت صدر الشریعہ، ص203
17. ایضا
18. محدث اعظم پاکستان، چند یادیں، ص14
19. سیرت صدر الشریعہ، ص204
20. حضور صدر الشریعہ حیات وخدمات، ص407
21. فتاوی محدث اعظم، ص23
22. نور نور چہرے، ص13
23. ایضا، ص14
24. ایضا، ص15
25. ایضا، ص16
26. ایضا، ص25

27. علامہ فیض احمد اویسی کی مذہبی اور تصنیفی خدمات، ص19

28. ایضا، ص20

29. شجرہ اویسیہ قادریہ، ص2

30. علامہ فیض احمد اویسی کی مذہبی اور تصنیفی خدمات، ص21

31. انظر، فیوض الرحمن

32. علامہ فیض احمد اویسی کی مذہبی اور تصنیفی خدمات، ص21

33. ایضا، ص22

34. انظر، ماہنامہ سوئے حجاز

35. علامہ فیض احمد اویسی کی مذہبی اور تصنیفی خدمات، ص35

36. انظر، ایضا بحوالہ حضور فیض ملت کی چند خصوصیات

37. تعارف فیض ملت علامہ فیض احمد اویسی، ص19

باب دوم
مفتی فیض احمد اویسی کی تدریسی، تقریری اور تصنیفی خدمات

علوم کی تکمیل کے بعد بسا اوقات انسان بہت سے مراحل سے گزرتا ہے اور اپنی راہ کے تعین کے لیے کافی غور و خوض کرتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی کبھی بھی وہ اپنے راستے کا تعین نہیں کرپاتا مگر اللہ تعالی کے بعض. مقبول بندے بھی ہوتے ہیں جن کے مستقبل کا تعین وقت سے پہلے ہو چکا ہوتا ہے. انہیں پر اسرار و روشن مستقبل ہستیوں میں سے ایک ہستی حضرت علامہ مولانا مفتی محمد فیض احمد اویسی کی ذات گرامی بھی ہے. عالم فارغ التحصیل ہونے کے بعد آدمی کسی. مدرسہ میں پڑھانے کی کوشش کرتا ہے مگر علامہ اویسی نے علوم اسلامیہ کی تکمیل کے فورا بعد اپنے آبائی علاقہ ہارون آباد میں ایک عظیم دینی مدرسہ کی بنیاد ڈالی. وخود ہی مستند تدریس پر بیٹھ کر ریاست بہاولپور کی زمین کو آباد کرنے لگے اور بہت جلد ہی پورے پاکستان سے علوم اسلامیہ کے پیاسے علامہ اویسی کے بحرے بے کنار سے سیر اب ہونے کے لیے حامد آباد آنے لگے ایک مدرس کا فریضہ. ہے کہ وہ اپنے متعلقہ اسباق کو پوری ذمہ داری سے پڑھائے اور اسباق کے مضامین کو دل نشین اور موثر طور پر طلباء کے ذہن میں منتقل کرے اور طلباء کی علمی ترقی اخلاق کی بلندی علمی میدان میں کامیابی اور دینی خدمات میں فعال کردار کے لیے. کوشش کرئے ان کے ذہن و فکر و مزاج اخلاق و کردار ہر ایک کی اصلاح کے ساتھ انہیں مردانہ کار کے ساتھ میں نمایاں مقام پر جا کھڑا کرے. یہ خوبیاں بھی علامہ اویسی میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھی. طلباء مختلف ذوق کے حامل ہوتے ہیں.. کوئی شعر و سخن سے دلچسپی رکھتے ہیں. بعض تقریر و مناظرہ کے دلدادہ ہوتے ہیں. بعض تصنیف و تالیف کا شوق رکھتے ہیں. لیکن جب علامہ اویسی مستند تدریس پر جلوہ فگن ہوتے تھے تو تمام طلبہ اپنے اپنے زوق کے مطابق علمی نقطے اپنے ذہنوں میں محفوظ کرتے تھے چونکہ احمد آباد ایک معمولی سا گاؤں ہے دیگر مشکلات کے علاوہ تعلیمی, معاشی, سفری سہولتوں کا فقدان تھا جس کی وجہ سے مسافر طلباء کو تعلیمی ضروریات کے لیے بہت بڑی تکالیف اور صوبتوں کا. سامنا کرنا پڑتا تھا۔ فیض ملت نے حامد آباد سے خانقاہ شریف کی طرف سفر کا ارادہ کیا۔ اور دربار عالیہ حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی شریف پہنچے۔ آپ کے مرشد گرامی حضرت خواجہ میاں محمد اویسی نے حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی کے مزار پورانوار پر مدرسہ قائم کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا. مگر ان کی زندگی نے وفانہ کی اور وہ راہی ملک بقا ہو گئے. اس وجہ سے وہاں مدرسہ قائم نہ ہو سکا۔(1)

حضرت علامہ مولانا مفتی فیض احمد اویسی نے بہاولپور کے مرکزی روڈ پر پانچ کنال رقبہ خریدا اور جامعہ اویسیہ رضویہ کی بنیاد رکھی جو عظیم الشان تین منزلہ عمارت پر مشتمل ہے اور اس ادارے کو ہر سال تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کے. سنٹر بننے کا بھی اعزاز حاصل ہے اس وقت دارالعلوم کے بیس سے زائد شاخیں خدمت دین میں مصروف ہیں۔(2)

علامہ مولانا محمد منشاء تابش قصوری جامعہ کے قیام کے متعلق لکھتے ہیں بہاولپور میں مدرسہ جامعہ اویسیہ کے قیام میں اسلام

اور دینی روایات کو مزید مضبوط کیا. طالبان حق جوق در جوق علامہ اویسی کی خدمت میں علوم وفنون اسلامیہ. حاصل کرنے کے لیے حاضر ہونے لگے. آپ نے جانفشانی اور لگن سے کام کیا. بہاولپور میں جامعہ اویسیہ رضویہ کو ایک مرکزی مقام حاصل ہوا. اب پورے انہماک اور دلجمعی سے جامعہ کی تعمیر وترقی کی طرف متوجہ رہے اور آپ کی زندگی کی آخری سانس تک دین اسلام کو اپنی تحریر و تقریر سے مضبوط بناتے رہے۔(3)

اگر اس کے شعبہ جات کی بات کریں تو اس کے شعبہ جات میں صحاح ستہ کی معروف کتب بخاری شریف, مسلم شریف, ترمذی شریف, ابو داد شریف, ابن ماجہ شریف, موطا امام محمد کے علاوہ اسماءرجال, اصول حدیث پر خصوصی notes تیار کروائے جاتے ہیں. درس نظامی کا یہ آخری شعبہ ہے حضرت فیض ملت اس شعبہ کے اکثر کتب خود پڑھاتے تھے. اسی طرح علوم عربیہ میں شعبہ درس نظامی بہت اہم ہے. اس میں اصول فقہ علم میراث علم العقائد, علم ادب, علم المناظرہ, علم ہندسہ, علم. تعریف علم فلسفہ اور دیگر علوم پڑھائے جاتے ہیں. قابل ترین مدرسین محنت و لگن سے تدریسی فرائض سرانجام دے رہے ہیں. اور علامہ مفتی فیض احمد اویسی نے ان تمام علوم کو بڑی محنت اور جانفشانی سے پڑھایا.. تھا۔(4)

علامہ اویسی کی مدارس سے محبت

حضرت علامہ مولانا مفتی فیض احمد اویسی نے نہ صرف زندگی بھر تدریس کے پیشہ سے وابستہ رہے بلکہ آپ دینی مدارس سے بے پناہ محبت کرتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ دینی مدارس تدریس کا بہتر. جگہ ہے جہاں پر مدرسین بیٹھ کر علوم اسلامیہ کو امت کی طرف منتقل کرنے کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں. حضرت علامہ اویسی کی کلاس میں طلباء کو مدرس بننے کی تلقین فرمایا کرتے تھے. آپ ہی کی تاکید و تلقین کا نتیجہ ہے کہ جامعہ اویسیہ رضویہ کے اکثر فضلاء تدریس کے مقدس شعبہ سے منسلک ہیں.

یہ ایک حقیقت ہے کہ تدریس و تبلیغ کا پیشہ انبیاء کرام کا مقدس پیشہ ہے. یہ حقیقت حق اور سچ ہے کہ ولایت کے درجات اغواث و اقطاب و ابدال قلندر کے منصب پر وہی شخص نصیب ہوتے ہیں. جن کا اوڑھنا بچھونا تدریس و تعلیم ہوتا ہے. حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی کا قول مبارک ہے کہ تدریس کی بدولت میں مقام قطبیت تک پہنچا ہوں. فیض ملت فرمایا کرتے تھے کہ آپ کی پہلی ترجیح تدریس دوسرے نمبر پر تصنیف ان دونوں میدانوں میں آپ نے جو خدمات انجام دیں رہتی دنیا تک عہد اسلام ان کے ثمرات سے شادکم ہوتے رہیں گے. دینی وعلمی خدمات انجام دینے والے مختلف مدارس کے منتظمین مہتمم حضرات مدارس. تصدیق کے لیے آپ کے پاس حاضر ہوتے تو آپ فورا تصدیق نامہ بنادیتے اور علامہ فیاض احمد اویسی کو حکم فرماتے کہ کسی سنی مدرسہ کا تصدیق نامہ بنانے میں کسی صورت بھی دیر نہیں کرنی. ممکن ہے ہمارے دو لفظ لکھنے سے. دین کا عظیم کام ہو جائے اور سنی مدرسہ کی خدمت میں ہم بھی شامل ہو جائیں

اگر کوئی. جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں داخلے کے لیے حاضر ہوتا فیض ملت دریافت کرتے بیٹا کہاں سے آئے ہو آنے والا اپنا مقام بتاتا پھر پوچھتے کہ پہلے کہاں پڑھتے تھے حضور فلاں مدرسہ میں پھر وہاں کیا مسئلہ تھا حسب. سابق طالب علم مدرسہ

کے انتظامی امور اور تدریسی عیوب بتاتا تو آپ نہایت ہی شفقت سے فرماتے بیٹا جس مدرسے کا چار دن لنگر کھایا وہاں کے اساتذہ نے آپ کو اس قابل بنایا کہ آج مدرسہ اویسیہ تک آپ پہنچ گئے اگر آپ کے خیالات. پہلے مدرسہ کے متعلق یہ ہیں تو پھر آپ کامیابی خاک حاصل کریں گے. کل آپ کسی دوسرے مدرسہ میں جاکر مدرسہ اویسیہ رضویہ کے متعلق بھی یہی کچھ کہیں گے. علامہ صاحب فرماتے ہیں کہ عزیز بیٹے جہاں آدمی چند دن رہے. چاہے ایک دن کیوں نہ پڑھے وہاں کے گلے شکوے کرنا ناکامی کی واضح علامت ہے. حقیقت بھی یہی ہے کہ طلباء کا زوال اس وقت شروع ہوتا ہے جب اپنی مادر علمی کے شکوے و شکایات شروع کرتے ہیں پھر ساری ڈگریاں حاصل کرنے کے بعد بھی دربدر دھکے کھاتے پھرتے ہیں. کاش آج کے مدرس کے منتظمین بالعموم اور اساتذہ کرام بالخصوص اپنے طلباء و اسلامیہ کی تربیت فیض ملت کے بتائے ہوئے اصول پر کریں. یقیناً ہمارے طلباء میں ایک مثبت تبدیلی آسکتی ہے. لیکن افسوس کہ آج ہماری قوم ہی عیب جوئی اور عیب گوئی جیسے موذی امراض میں مبتلا ہوں تو پھر نونہالان قوم کا اللہ حافظ ہے۔(5)

علامہ اویسی کی کاوش سے بننے والے مدارس

علامہ فیض ااحمد اویسی کی کاوش سے بہت سے مدارس بنے ہیں جن میں سے بعض کے اسماء درج ذیل ہیں

مدرسہ فیض المدارس

مدرسہ فیض المعارف

مدرسہ درانیہ

مدرسہ فیض المدرس

مدرسہ اویسیہ

مدرسہ انڑاں شریف

مدرسہ سعیدیہ کاظمیہ

مدرسہ جامعہ مہریہ

مدرسہ مصباح الدارین

مدرسہ فیض مصطفے

مدرسہ گلشن اویسی

مدرسہ انوار سعید

مدرسہ انوار القرآن

مدرسہ فخریہ فیض القرآن

علامہ اویسی کی تصنیف خدمات

علامہ فیض احمد اویسی کی تصنیفی خدمات بہت زیادہ ہیں جن پر ہم جیسا کم علم وناتجربہ کار روشنی نہیں ڈالا سکتا، آپ کی کتابوں کی تعداد ہزاروں میں ہے اور یہ کتب چھوٹے رسائل بھی ہیں اور بڑے ضخیم کتب بھی ہیں یہ کتب مختلف علوم میں ہیں جیسے تفسیر ،اصول تفسیر ،حدیث واصول حدیث، فقہ واصول فقہ ،منطق، نحو وصرف، طب، سیرت، تصوف اور تاریخ وغیرہ اہل علم نے آپ کی تصنیفی خدمات پر کافی خراج عقیدت پیش کیا ہے بعض مشاہیر ، محققین کے تاثراتی بیانات پیش خدمت ہیں

علامہ مولانا ڈاکٹر مفتی محمد اشرف آصف جلالی لکھتے ہیں.

آپ تصنیف و تالیف کے میدان میں اہل سنت وجماعت میں انفرادی شان کے حامل ہیں. آپ کا قلم حقائق کے بہت سی وادیوں کا سیاہ اور حقائق کے بہت سے صحراؤں کا مسافر. ہے آپ کے ذہن میں بہت سے تحقیق کام آشیانہ اور دل میں بہت سے اصرار والے کا خزینہ ہے. آپ کے قلم نے بہت سے اندھیروں سے پنجا آزمائی کی اور آپ کے علم نے بہت اجالے بانٹے ہیں(6)

حضرت علامہ رضا المصطفی نقشبندی لکھتے ہیں

حضرت مولانا محمد فیض احمد اویسی کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں. آپ کی شخصیت ان گنت خوبیوں کی جامع ہے آپ کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر لکھنے, لکھانے, پڑھنے, پڑھانے میں صرف کرتے ہیں. سفر میں بھی لکھنا لکھانا آپ کا معمول رہتا ہے. اور ایک بڑی خوبی جو آپ میں دیکھی گئی ہے کہ تحریر کے دوران اگر کوئی مہمان آجائیں. آداب میزبانی کا خیال رکھتے ہوئے اس کے ساتھ گفتگو بھی فرماتے رہتے ہیں. مگر تحریر کا ذوق بھی. خراب نہیں ہونے دیتے. ایک وقت میں کئی کام چلتے رہتے ہیں. آپ محض تعلیم پر زور نہیں دیتے بلکہ نوجوانوں کی تربیت پر بڑا زور دیتے ہیں. اپنے ساتھ ساری اولاد کو عالم دین بنایا اور خدمت دین ہی کو دارین کی سعادت وعظمت کو سمجھا ہے(7)

حضرت علامہ مولانا مختار احمد غوثی لکھتے ہیں

آپ تفسیر حدیث فقہ علوم متداولہ اور غیر متداولہ میں مہارت تامہ کے حامل ہیں اور آپ کی ذات میں ملکوتی صفات کے بے شمار پہلو ہیں جس پہلو پر نظر کی جائے. اسلام واخلاق کا نمونہ ایک مثال اور مینارہ نور نظر آتے ہیں آپ نے پر فتن اور ہر موضوع پر قلم اٹھایا ہے آپ کی تصانیف کی تعداد تقریباً پینتیس سو سے زیادہ ہے بالخصوص تفسیر اور حدیث کے میدان میں اس دور میں آپ کا ثانی. نہیں ہے علم وعمل زہد و تقوی صبر ورضا استقامت و توکل کے پیکر مجسم ہے اور زیارت کرنے سے خدا یاد آجاتا ہے.(8)

قاری ضیا محمد مہروی لکھتے ہیں

حضرت علامہ مولانا مفتی فیض احمد اویسی صاحب ایک منفرد شخصیت ہیں. آپ اسلاف کے اثار, اخلاص, استقامت و

عظیمت مروت و تقوی کا کامل مظہر ان کی علمی وراثت کا. امین مبصرین میں اپنی ہمہ جہت شخصیت کی وجہ سے نمایاں و ممتاز اور مینار نور ہیں. علامہ اویسی صاحب کو ہر علم و فن پر کامل عبور حاصل ہے. آپ نے ہر موضوع پر کتابیں لکھیں اور اب بھی سلسلہ جاری ہے. علامہ اویسی صاحب جن علمی رفعتوں اور مناسبت جلیلہ پر پہنچے ہیں ان میں سے کوئی بھی موروثی نہیں ہے ایسا نہیں ہے کہ آپ کو سجی سجائی مستند مل گئی ہو اور زیب سجادہ بن گئے ہو مریدین متوسلین دولت و ثروت کے انبار اور اہل عقیدہ. کا جم غفیر آپ کو ورثے میں مل گیا ہو بلکہ آپ ان لوگوں میں سے ہیں جو اپنی دنیا خود تعمیر کرتے ہیں۔(10)

علامہ سید ریاض حسین شاہ آپ کے متعلق لکھتے ہیں

علامہ موصوف بر صغیر پاک و ہند میں ایک دائرۃ المعارف کی حیثیت رکھتے ہیں تین ہزار سے زائد کتب کا یہ عظیم مصنف ایک حرکی فعال اور علمی اعتبار سے بے تاب شخصیت کا مالک ان کا بڑھاپا کر تا سواں قلم کی دنیا میں زلیخا کی جوانی کا مستحق ہے روحانی آداب و تربیت کا شاہکار انسان علامہ اویسی یقینا یہ صلاحیت رکھتا ہے کہ علامہ اہلسنت کی ترجمانی کرے..

علامہ محمد منظور احمد فیضی لکھتے ہیں,

حضرت علامہ الحاج محمد فیض احمد اویسی دامت بر کاتہم العالیہ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں اور ان کا قلم دن رات خوب چلتا ہے اور مترجم موصوف اہل سنت. کے اختلافی مسائل میں بھی رضویت کے دامن کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں..

فاتح عیسائیت حضرت علامہ مولانا محمد منظور احمد شاہ بانیہ جامعہ فریدیہ ساہیوال کے بانی و شیخ الحدیث ہیں

آپ فرماتے ہیں حضرت علامہ اویسی قبلہ ہماری جماعت اہل سنت کے فاضل محقق. صاحب قلم افراد میں سے ایک ہیں جن کی تحریر و ترجمہ سے ایک زمانہ مستفیض ہو رہا ہے۔

قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مدنی کے بیٹے مولانا فضل الرحمان قادری فرماتے ہیں

حضرت مفتی فیض احمد اویسی پاکستان کے استاذ العلماء فاضل جلیل اور عالم اسلام میں ایک جانی پہچانی قد آور شخصیت کے حامل ہیں.. مترجم کے بارے میں یہ جان کر انتہائی مسرت اور قلبی سکون حاصل ہوا کہ انہوں نے اب تک کئی ہزار سے زائد کتب اور رسائل و تراجم کتب پر کام کرکے دینِ مبین کے بے مثال خدمات کا فریضہ سر انجام دیا ہے.(11)

حضرت علامہ مولانا محمد ایوب ہزاروی آپ کے متعلق لکھتے ہیں

آپ اہل سنت و جماعت کے جید عالم ہیں تقوی و پرہیز گاری میں یاد گار اسلاف ہیں ہزار ہا کتب کے مصنف اور بے شمار کتب کے مترجم، شارح ہیں تفسیر روح البیان کا ترجمہ آپ کا عظیم علمی کارنامہ ہے. اس کے علاوہ صحاح ستہ ترجمہ اور شرح پر کام جاری ہے اور اسی سلسلے میں الفیض الجاری کی شرح صحیح البخاری زیر طبع ہے. آپ کے تراجم کی ایک خصوصیت یہ ہے. کہ حضرت مفہوم بیان نہیں فرماتے بلکہ اس ترجمہ کی. میں وضاحت اور شکوک و شبہات کا تفصیلی ازالہ بھی فرماتے ہیں جس سے اصل کتب کا فہم آسان ہو جاتا ہے۔(12)

حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی لکھتے ہیں موصوف

سرت تحریر و کثرت تصانیف میں اپنے ہم عصروں میں ممتاز حیثیت کے حامل نظر آتے ہیں سنا ہے کہ اب تک چھوٹی بڑی تین ہزار سے زائد کتابیں ان کے نوک قلم سے معرض وجود میں آچکے ہیں. جن میں کئی ضخیم کتابوں کے ترجے بھی شامل ہیں. مجھے نہیں معلوم کہ ان کی کتابوں کا تحقیق اور پایا تحقیق کیا ہے؟ لیکن اتنا تو مسلم ہے کہ ان کو اور ترجمہ کے لیے بے پناہ. اور انتھک جانفشانی کرنی پڑی ہو گی. آج پاک وہند میں ایسا کثیر التصانیف بلکہ پورے عالم اسلام میں ایسا عالم دین موجود نہیں.

ڈاکٹر صاحبزادہ فرید الدین قادری لکھتے ہیں

معروف عالم دین متین ممتاز محقق محدث عظیم حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی کی ذات مبار کہ ہمارے تعارف کے محتاج نہیں الحمد اللہ آپ کی دینی و علمی خدمات کسی سے پوشیدہ نہیں ایک بڑا طبقہ آپ کی علمی و دینی کاوشوں کا مرہون منت ہے مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی مصطفی رضا خان ان سے سلسلہ قادریہ میں شرف بیت خلافت اجازت کا شرف آپ کو حاصل ہے بالخصوص عقائد اہل سنت پر. آپ کی متعدد تصانیف شہرت حاصل کر چکے ہیں اور تفسیر روح البیان کا اردو ترجمہ فیوض الرحمن کے نام سے آپ کا عظیم علمی سرمایہ ہے. مذکورہ تفسیر میں آپ نے تحقیق کا حق ادا فرما دیا ہے. حضرت علامہ فیض احمد اویسی کی دیگر تصانیف میں کارآمد مسئلے فیض الجاری فی شرح کا ترجمہ بخاری الحقائق فی الحقائق شرح حقائق بخشش صحیح مسلم کا ترجمہ شامل ہے. الحمدللہ حضرت علامہ فیض احمد اویسی کے تصنیف منظر عام پر آچکی ہیں اور مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد ان سے استفادہ کر رہی ہے اور قابل صد اور لائق تحسین ہیں وہ افراد اور وہ ادارے جو حضرت علامہ فیض احمد اویسی کی تصانیف کو شائع کرنے کے سعادت حاصل کر رہے ہیں۔(13)

حضرت علامہ مولانا محمد عبد العلیم قادری آپ کے متعلق فرماتے ہیں

علامہ محمد فیض احمد اویسی صاحب محتاج تعارف نہیں آپ کی خدمات اظہر من شمس ہیں برصغیر پاک وہند کے سرزمین تا قیامت اپنے اس خوش بختی پر نازہ رہے گی کہ اس دھرتی نے عظیم اولیاء کرام اور علماء ذی وقار کو اپنی گود مہیا کی ان مقدس ہستیوں کا اگر تفصیلا ذکر کیا جائے تو یقینا طویل وقت اور کئی دفاتر درکار ہوں گے تاہم ان مقدس ہستیوں میں ایک نام. محدث اعظم ثانی پاکستان حضرت علامہ مفسر قرآن مفتی محمد فیض احمد اویسی کا ہے آپ کی بہت ساری تصانیف کردہ کتب نظروں سے گزریں خاص کر تفسیر فیوض الرحمن ترجمہ وشرح تفسیر روح البیان ترجمہ شرح جامع بخاری خصوصا زیر نظر کتاب فیاض الجاری شرح صحیح بخاری اور بہت ساری کتابیں جو فقیر نے مطالعہ کی ہیں اور کئی مرتبہ دورہ تفسیر القرآن کریم پڑھاتے ہوئے حضرت کے طرز استدلال اور طرز تکلم کو سماعت کرنے کا شرف حاصل ہوا آپ کی تصنیف کردہ تقریبا پانچ ہزار سے زائد کتب سے آپ کا علمی مقام واضح ہے. اب زہد و تقوی میں بلند مقام رکھتے ہیں. حدیث و قیاس میں ماہرانہ حیثیت کے حامل ہے. منطق و فلسفہ صرف و نحو علم,. تصوف, اخلاق, معانی تجوید, مناظرہ, رسم و افتاب اصول حدیث تفسیر, اصول تفسیر عقائد و کلام, تاریخ وفن, تاریخ

عروض وافیات واحساب بیان، سلوک وشمائل اس. قضاوتدریس تقریر وتحریر اشتقاق وتفسیر نظم ونثر عربی وفارسی، حکمت ودیگر علوم میں مہارت تعامہ رکھتے ہیں. آپ ہر کتاب کا نہایت آسان. اردو میں ترجمہ کرتے ہیں جس سے ہر مسلمان فائدہ حاصل کرتا ہے۔(14)

مولانا سید صابر حسین شاہ بخاری لکھتے ہیں

ماضی قریب میں امام اہل سنت اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کو یہ انفرادی اعزاز حاصل ہے کہ آپ نے مختلف موضوعات پر ایک ہزار تصانیف یادگار چھوڑی ہیں. عصر حاضر میں آپ کے روحانی فرزند علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی نے دوہزار سے زائد تصانیف صفحہ قرطاس پر لاکر اعلی حضرت کی یاد تازہ کردی ہے. عامۃ المسلمین کی اعتقادی وامدادی تربیت کے لیے. لٹریچر کا بکثرت ہونا از حد ضروری ہے اور میرے ممدوح نے ہر موضوع پر خوب لکھاہے نہایت مشکل مضامین کو نہایت واضح اور اہم فہم بنا دیا ہے. ہر موضوع پر احادیث اور قرآن و تفسیر اور اقوال اکابرین کے بکثرت حوالے دیے ہیں۔(15)

علامہ مولانا محمد ارشد القادری لکھتے ہیں

حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی کے تصانیف کی فہرست علم کے موتی دیکھ کر میں حیرت زدہ رہ گیا علم و فن کے مختلف موضوعات پر ان کی تصانیف کی تعداد. سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی گنتی ہے. اگر علامہ اویسی کی کتب کو جمع کیا جائے تو ایک بہت بڑی لائبریری وجود میں آسکتی ہے.

حضرت علامہ قاضی عبد الدائم نقشبندی لکھتے ہیں

امام جلال الدین سیوطی اور اعلی حضرت کے بعد حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی کو اللہ تعالی نے یہ سعادت بخشی ہے کہ انہوں نے اپنے قلم کا وہ خوب استعمال کیا ہے اور عربی واردو میں اتنی کتابیں تصنیف کی ہیں جن کی ماضی میں کوئی مثال نہیں ملتی. آپ کی کتب کی فہرست علم کے موتی دیکھ کر حیران رہ گیا کہ علامہ اویسی دن رات صرف شاید یہی کام کرتے ہوں گے. مگر جب پتہ چلا کہ اب درس و تدریس کا بھی پوراوقت دیتے ہیں.. اور وعظ و تقریر کے لیے بھی ملک کے دور دراز تک سفر کرتے ہیں تو میری حیرت دوچند ہو گئی۔(16)

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی لکھتے ہیں

آپ مفسر، محدث، مفتی، مناظر، مصنف کتب کثیرہ، عابد وزاہد، صاحب تقوی اور بڑی شان والے بزرگ تھے پاکستان کے چاروں صوبوں میں مسلسل پچاس سال تک فی سبیل اللہ دورہ تفسیر قرآن کرواتے رہے، اپنے اوقات کے بڑے پابند تھے، زیادہ عوامی جلسوں میں جانا پسند نہیں کرتے تھے، تن تنہا پانچ ہزار سے زائد کتب ورسائل لکھ کر عالمی ریکارڈ قائم کیا، جن موضوعات پر آپ نے لٹریچر فراہم کیا ہے اگر ان کو جدید طریقہ تحقیق و تخریج، تحشیہ و تسہیل کے ساتھ شائع کیا جائے تو

اہلسنت کو آئندہ پچاس سالوں تک کفایت کر جائے گا، رواں صدی میں پاکستان کے اندر آپ ہی کی ذات ہے جس پر مصنف اعظم کا لقب صادق آتا ہے۔(17)

علامہ اویسی کی تقریری خدمات

مفتی فیض احمد اویسی نے پاکستان کے بیشتر علاقوں کا سفر کیا جس علاقہ میں جانا ہوتا ہے اہل سنت کے مدرسہ کا معلوم فرماتے مدرسہ میں جا کر منتظمین مدرسین کو زبردست انداز میں خراج تحسین پیش فرماتے ان کی خوب حوصلہ افزائی فرماتے ہیں تدریسی و تصنیفی مصروفیات کے پیش نظر آپ جلسوں میں بہت کم شرکت کرتے تھے آپ کے عقیدت مند حضرات اپنے جلسہ ہائے مزار شریف پر مدعو کرنے آتے تو فرماتے کہ میں نے مقررین اور واعظین کی کثیر جماعت تیار کر دی ہے وہ اس کام کے لیے وقف ہیں آپ لوگ میرے حال پر رحم کریں لیکن اگر کسی مدرسہ کا جلسہ ہوتا تو بخوشی دعوت قبول فرماتے اس کے لیے علامہ صاحب نے کبھی بھی نذرانہ یا کرایہ کا مطالبہ نہیں کیا بسا اوقات آپ جب کسی مدرسہ کے جلسہ میں شرکت. کرتے اور تقریر ختم کرتے ہوئے منتظم جلسہ کو ملے بغیر واپس چلے آتے ایک مرتبہ آپ کے کسی ساتھی نے آپ سے عرض کیا حضور عموما آپ جلسہ کے بعد منتظم جلسہ کو ملے بغیر چل پڑتے ہیں تو علامہ صاحب فرمانے لگے کہ ہمارا مقصد پورا ہوا اب منتظم جلسہ کو ملنے کا مطلب نذرانہ لینا ہے. وہ تو اللہ تعالی نے ہمیں عطا فرما دیا کہ ہماری زبان سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعریف ہوئی. اللہ کرے ایسا ہو. اب چند ٹکوں کی خاطر منتظم جلسہ کا انتظار کرنے سے ایسا نہ ہو کہ سارا سفر بیکار ہو جائے. یہ حضرت علامہ اویسی کا اخلاص تھا کہ جس جگہ کا صلہ اللہ تعالی نے آپ کو اس دنیا میں بھی دیا اور آخرت میں بھی نوازے گا۔(18)

حضرت علامہ مفتی فیض احمد اویسی کے متعلق مذکورہ سطور میں بیان کیا جا چکا ہے کہ آپ زیادہ تقریر کرنا پسند نہیں کرتے تھے یعنی زیادہ عوامی جلسوں میں جانا پسند نہیں کرتے تھے یہ آخری زمانہ کی عادت تھی البتہ ایام جوانی میں آپ اپنے علاقے بھر میں جلسوں میں شرکت کرتے اور اپنے خطابات سے لوگوں کے ایمان کی اصلاح کرتے، اس کے علاوہ تقریری خدمات میں آپ کی سب سے بڑی خدمت قرآن ہے آپ نے ملک بھر کے چاروں صوبوں میں دورہ تفسیر قرآن کروایا ہے اور سال میں دو یا تین مقامات پر اس کا ضرور انتظام فرماتے تھے۔ اس کے لیے ہر دم تیار رہتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کو مفسر اعظم پاکستان کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔

حوالہ جات

1. علامہ فیض احمد اویسی کی مذہبی اور تصنیفی خدمات، ص58
2. انظر، یادگار فیض ملت، ص25
3. ایضا، ص36
4. علامہ فیض احمد اویسی کی مذہبی اور تصنیفی خدمات، ص64
5. علامہ فیض احمد اویسی کی مذہبی اور تصنیفی خدمات، ص63
6. علامہ فیض احمد اویسی کی مذہبی اور تصنیفی خدمات، ص113
7. علامہ فیض احمد اویسی کی مذہبی اور تصنیفی خدمات، ص113
8. ایضا، ص113
9. ایضا، ص114
10. ایضا، ص116
11. ایضا، ص117
12. ایضا، ص117
13. ایضا، ص118
14. ایضا
15. ایضا، ص119
16. ایضا، ص120
17. تعارف فیض ملت علامہ فیض احمد اویسی، ص5
18. انظر، علامہ فیض احمد اویسی کی مذہبی اور تصنیفی خدمات

باب سوم

مفتی فیض احمد اویسی کی تصانیف کی مختلف اقسام، ترجمہ، تفسیر، حدیث، فقہ اور معمولات اہلسنت وغیرہ

علامہ اویسی نے جن موضوعات پر کتب لکھیں

فیض ملت علامہ محمد فیض احمد اویسی عالم اسلام کی ایسی یاد گار شخصیت ہے جنہوں نے اپنے پیچھے بہترین کتب کا ذخیرہ یاد گار چھوڑا ہے جن کی تعداد ہزاروں میں ہے یہ تمام کتب کسی ایک موضوع سے متعلق نہیں ہیں بلکہ ان کا تعلق مختلف موضوعات سے ہے ذیل میں میں ان تمام موضوعات کی فہرست پیش کر تا ہوں جن موضوعات پر علامہ اویسی نے کتب کا ذخیرہ یاد گار چھوڑا ہے۔

علم التفسیر	علم اصول تفسیر	علم حدیث
علم اصول حدیث	علم فقہ	علم اصول فقہ
علم میراث	علم تصوف	علم منطق
علم نجوم	علم قیافہ	علم لغت
علم تاریخ	عقائد اہلسنت	سفر نامہ
رد تبلیغی جماعت	علم فلسفہ	علم صرف
علم معانی	علم مناظرہ	تراجم
سائنس	فن تلخیص	رد شیعہ
علم بلاغت	علم نحو	علم عروض
علم طب	شروح	فضائل و مناقب
رد قادیانیت	رد عیسائیت ویہودیت	علم قرآت و تجوید
علم تعبیر الرویا	علم حیاتیات	علم عقائد وکلام
اخلاق و آداب	اواردووظائف	رد آغاخانی
رد وہابی و دیوبندی	رد مودودی	علم السیرۃ

اب میں علامہ فیض احمد ایسی نے جن موضوعات پر کتب لکھی ہیں ان کے اسماء موضوعات کے حساب سے پیش کر تا ہوں۔

ان تمام کتب کے اسماء آپ کی کتاب علم کے موتی میں جمع کیے گئے ہیں تفصیل کے لیے وہیں ملاحظہ کریں یہ اسماء وہیں سے اخذ کردہ ہیں

علم تفسیر واصول تفسیر پر کتب

علمائے اسلام نے دین اسلام کی حفاظت اور سربلندی کے لیے ہر طرح کی خدمات کو ہر دور میں پیش کیا ہے جن میں سے ایک قرآن مجید کی خدمات بھی ہیں قرآنی خدمات کے کئی طرق ہیں جیسے درس قرآن کا اہتمام کرنا، اس کے معانی اور اسرار و رموز سے لوگوں کو آگاہ کرنا، قرآن مجید کی تفاسیر لکھنا، قرآن علوم وفنون پر کتب تصانیف کرنا وغیرہ۔

علامہ اویسی نے بھی خود کو ان لوگوں کی صف میں شامل کیا ہے جنہوں نے خدمات قرآن میں نمایاں حصہ لیا ہے اور قرآن کے فیض کو عام کرنے میں مصروف عمل رہے ہیں

علامہ فیض احمد اویسی کو قرآن مجید سے خصوصی شغف تھا باقاعدگی سے آپ کم و بیش پچاس سال تک ملک کے چاروں صوبوں میں دورہ قرآن کراتے رہے جبکہ قلمی میدان میں بھی کئی کتب یادگار چھوڑی ہیں آپ نے تفسیر اور اصول تفسیر پر جو کتب لکھی ہیں ان کے اسماء درج ذیل ہیں

فیوض الرحمان اردو ترجمہ روح البیان:30 جلدیں
تفسیر اویسی:15 جلدیں
احسن البیان فی اصول تفسیر قرآن:3 جلدیں
الھلالین اردو ترجمہ وشرح جلالین:5 جلدیں
القول الراسخ فی معرفۃ المنسوخ الناسخ
ازالۃ المشتبھات فی آیات المتشابہات
اعجاز القرآن
احسن السور وفی روابط الآیات والسور
فیض القدیر فی اصول تفسیر
خیر الخلاص تفسیر سورہ خلاص
تفسیر ورفعنالک ذکرک
احسن التقاریر فی تفاسیر دورۃ التفاسیر
فیض القرآن فی تفسیر آیات القرآن

فضل المنان فی تفسیر القرآن:15 جلدیں، عربی
فیض الرسول فی اسباب النزول:10 جلدیں
تفسیر بالرائے:3 جلدیں
فیض القدیر فی اصول تفسیر
فتح المغلقات فی شرح المقطعات
تفسیر سورہ فاتحہ
فیض القرآن فی ترجمۃ القرآن
تاریخ تفسیر القرآن
احسن السور فی روابط الاسماء والسور
تفسیر انک لاتہدی
الاسعاف فی تفسیر الاحناف
نورالایمان ان فی جمیع علم القرآن

علم حدیث واصول حدیث پر کتب

علم قرآن کی طرح علم حدیث بھی بڑی شان والا علم ہے جس کے بے شمار فوائد ہیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ علم تفسیر اور علم حدیث لازم وملزوم ہیں علم حدیث کے بغیر آپ علم قرآن نہیں جان سکتے۔

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور احوال کو کہتے ہیں، محدثین کے نزدیک حدیث میں ہر وہ چیز داخل ہے جس کا تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے چاہے ان کا تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کے ساتھ ہو یا افعال کے ساتھ یا معمولات کے ساتھ یا پھر مشاہدات کے ساتھ ہر چیز حدیث میں داخل ہے۔ بلکہ محدثین کی ایک تعداد کے نزدیک آثار صحابہ بھی حدیث میں شامل ہیں۔ انظر، المقدمۃ الشیخ دہلوی

فیض ملت علامہ فیض احمد اویسی ان خوش نصیب محدثین میں شامل ہوتے ہیں جنہوں نے اپنے نبی ﷺ کی حدیث کی حفاظت اور نشرواشاعت میں کافی کوشش کی ہے اور اس کے لیے زندگی کے کئی سال صرف کیے ہیں آپ نے جہاں ایک طرف

مسند تدریس پر بیٹھ کر خدمات حدیث سر انجام دی ہیں وہیں دوسری طرف اپنے قلم سے بھی اس میں نمایاں حصہ لیا ہے چنانچہ اس موضوع پر آپ کی چند تصانیف کے اسماء پیش کیے جاتے ہیں تا کہ اندازہ ہو سکے کہ اس فن میں بھی آپ نے کیسی کیسی خدمات سر انجام دی ہیں

الیفض الجاری شرح صحیح جامع بخاری:10 جلدیں
انوار المغنی شرح سنن دار قطنی:10 جلدیں
شرح جامع ترمذی 5 جلدیں
اللمعات شرح مشکوۃ 5 جلدیں
اصطلاحات علم الحدیث
شرح اربعین نووی
شرح شعب الایمان
شرح سنن دارمی:8 جلدیں
شرح صحیح مسلم 10 جلدیں
الاحادیث الموضوعۃ 5 جلدیں
الحدیث الضعیف
تعلقیقات علی المشکوۃ
شرح اصطلاحات الروایات

علم فقہ واصول فقہ پر کتب

علم فقہ کا علم تفسیر اور علم حدیث کے ساتھ چولی دامن کا ساتھ ہے یعنی یہ تینوں علوم ایک دوسرے کے لیے لازم ہیں قرآن اور حدیث کی سمجھ بوجھ علم فقہ ہی سے حاصل ہوتی ہے یا یوں کہہ لیں کہ علم فقہ قرآن وحدیث کی سمجھ وبوجھ کا نام ہے اللہ تعالی نے حضرت علامہ مولانا مفتی فیض احمد اویسی کو جہاں بے شمار نعمتوں سے نوازا تھا وہیں علم فقہ کے میدان میں بھی یہ تولہ عطا فرمایا تھا. تحقیق و تدقیق کے علمی میدان میں آپ کے قدم. ہر رقم نے خدمات سر انجام دی ہیں جدید قدیم بے شمار مسائل پر آپ نے لاتعداد کتب اور سائل لکھے ہیں فقہ حنفی کے مسائل کی توضیح کا معاملہ ہوتا ہے یا پھر کسی جدید مسئلے کا شرعی حکم بیان کرنا ہوتا تو علامہ اویس. ہر علمی محاذ پر نہایت پر اعتماد ہو کر دلائل وبراہین اور کتب اکابر و سلف صالحین کے حوالہ جات سے

مسائل کو واضح کرتے تھے اور کو نہایت متانت اور سنجید گی اور ساد گی سے مسئلہ. ذہن نشین کراتے تھے. علم فقہ میں سب سے اہم شبہ فتاویٰ نویسی کا ہے جس میں قدم بہ قدم پر نہایت احتیاط سے چلنا پڑتا ہے. علامہ صاحب نے علوم وفنون اسلامیہ کے ہر علمی میدان کی طرح یہاں پر بھی شاندار. قائم کی ہیں. فتاوی جات کے حوالے سے آپ نے چھوٹے بڑے کئی کتب ورسائل تحریر کیے ہیں. درد سکیم مجددات میں آپ کا فتاوی اویس آپ کے فقاہت وذہانت کا منہ بولتا ثبوت ہے. الغرض آپ نے سینکڑوں کتب علم. حوالے سے تحریر کی ہیں زید میں چند کتب اور سائل کے نام درج کیے جاتے ہیں۔

- فتاوی اویسیہ 10 جلدیں
- حاشیہ قدوری
- تفریح الخاطر فی صلوۃ المسافر
- بیمہ کہ اسلامی حثیت
- التحقیق العجیب فی مشروعیۃ التثویب
- الفوائد الممتازہ فی تحقیق حمل الجنازہ
- احسن القری فی تحقیق الجمعہ فی القری
- اکل الصدقات والزکاۃ حرام علی السادات
- اصلاح الجہال فی نکاح الشہر الشوال
- شرح ہدایہ
- اشد البلاء فی کتابت النساء
- ٹیسٹ ٹیوب بے بی
- الاقساط فی الحلیۃ االسقاط
- تحقیق اوزان شرعیہ
- اکمل البیان فی ابحاث الاذان
- انتقال خون کا شرعی حکم
- کس پانی سے وضو جائز وناجائز کی تفصیل
- حلال وحرام جانور کی تفصیل
- شرح وقایہ
- احکام المبسوق

- اسواء التعزیر فی احکام التصویر
- بیمہ کا نعم البدل
- برتھ کنٹرول
- اعضائے انسانی کی پیوند کاری
- جراب پر مسح
- کارآمد مسلے
- زکوۃ کے مسائل
- حقیقۃ الیاقوت شرح مسلم الثبوت
- اجماع امت
- المقیاس فی ابحاث القیاس
- عرف عام یا عادات
- شرح اصول الشاشی
- سلب الطعویٰ عن عموم البلویٰ
- اصل اباحت ہے
- زینت القرطاس بالاجماع القیاس
- اصول فقہ
- الامتیاز بین الحقیقۃ والمجاز

علم المنطق پر کتب

علم منطق کوئی اسلامی علم تو نہیں ہے البتہ علوم اسلامیہ کو سمجھنے کے لیے علوم آلیہ میں ضرور شامل ہے منطق کا لغوی معنی بولنا اور گفتگو کرنا ہے، علامہ سید جرجانی لکھتے ہیں کہ علم منطق ایک ایسا قانونی آلہ جس کی رعایت ذہن کو خطا فی الفکر سے بچاتی ہے۔

علم منطق پر بھی علامہ اویسی نے کئی یادگار کتب چھوڑی ہیں جن کے اسماء درج ذیل ہیں

- سر المکتوم ترجمہ و شرح سلم العلوم
- قواعد منطق

- ترجمہ وشرح ایساغوجی
- فیض الحسیب ترجمہ وشرح تہذیب
- ترجمہ وشرح میر قطبی
- تعلیم المنطق
- ترجمہ وشرح مرقاۃ
- نقشہ قواعد منطق

علم التاریخ پر کتب

علم تاریخ بھی علوم اسلامیہ کا ایک حصہ ہے علامہ ابن خلدون اپنے مقدمہ میں لکھتے ہیں تاریخ ایک مرتبہ شعبہ علم اور کثیر الفوائد وخوش نتائج فن ہے کیونکہ وہ ہم کو انبیاء کرام کی پاک سیر توں سابقہ امتوں کے اخلاقی حالات، اور سلاطین کی حکومتوں اور ان کی سیاستوں سے روشناس کراتا ہے تاکہ جو شخص دینی و دنیاوی معاملات میں ان میں سے کسی کی بھی پیروی کرنا چاہے تو اس کا دامن فائدہ سے خالی نہ رہے۔

علامہ فیض احمد اویسی نے اس فن میں بھی گراں قدر خدمات سرانجام دی ہے اور کئی کتب یادگار چھوڑی ہیں جن میں سے بعض درج ذیل ہیں

- سوانح حیات ام المومنین سیدہ عائشہ
- سوانح حیات امام جلال الدین سیوطی
- سوانح حضرت احمد کبیر رفاعی
- ثانی سیرت امام مالک
- سیرت امام اعظم ابو حنیفہ
- دراز تاریخ کربلا
- حالات سیدنا سلطان اویس بالا پیر
- اماطۃ الاذی عن نسب غوث الوریٰ
- سوانح خواجہ اویسی قرنی وخواجہ عبد الحق اویسی
- سوانح حیات حضرت عبد اللہ بن مسعود
- سوانح حضرت سلطان باہو

- ذکر اویس قرنی
- سیرت حضرت سیدنا بلال حبشی
- سیرت غوث اعظم
- خلافت بنو عباسیہ کے خدوخال
- تذکرہ علمائے اہلسنت
- سوانح حیات حضرت سلمان فارسی
- آزر چچا تھا یا باپ
- حالات ابو ہریرہ
- سوانح حیات حضرت مجدد الف ثانی
- سیرت امام شافعی
- سیرت حضرت سیدنا گیسو دراز
- تاریخ خلافت بنو امیہ
- ذکر خواجہ محکم الدین سیرانی
- سیرت سیدنا ابو ذر غفاری

علم مناظرہ سے متعلق کتب

فن مناظرہ علوم اسلامیہ میں سے ایک اہم فن ہے جس پر ہر دور کے اندر علماء کرام نے لکھا ہے علامہ اویسی نے بھی اس فن میں کئی کتب یادگار چھوڑی ہیں جن کے اسماء درج ذیل ہیں

- شرح مناظرہ رشیدیہ
- مناظر حاضر وناضر
- مناظر سٹھ میل
- مناظرہ لالہ موسی
- روائیداد مناظرہ غازی پورہ
- علم المناظرہ
- اقلاع الفتن مناظرہ اہل سنن

- مناظرہ لوس ملتان
- مناظرہ جھوک وینس
- مناظرے ہی مناظرے
- مناظرہ علم غیب
- شکست فاش مناظرہ
- مناظرہ اویسی بہ عیسائی
- مناظرہ لودھراں
- غیر منقوط

کتب تراجم

ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرنا بھی ضروری ہوتا ہے کیونکہ کتاب کے اہل زبان تو کتاب سے فائدہ اٹھارہے ہوتے ہیں مگر دوسری زبان کے لوگ اس کتاب سے استفادہ نہیں کر پاتے اس لیے شروع سے ہی اہل علم نے اس کام کو بھی بخوبی سرانجام دیاہے چنانچہ اس میں علامہ اویسی نے بھی پوراپورا حصہ ملایاہے اور کئی کتب کے تراجم کرکے اردو دان طبقہ کے لیے اسے نفع بخش بنایاہے چنانچہ آپ کے تراجم کردہ چند کتب کے اسماء پیش خدمت ہے

- ترجمہ روح البیان، تفسیر پر اس کتاب کا ترجمہ تیس سالوں میں کیا گیاہے اور دس ضخیم جلدوں میں سامنے آیاہے کراچی سے چھپ چکاہے ناشر مکتبہ غوثیہ ہے
- احیاء العلوم، امام غزالی کی مشہور زمانہ کتاب کا علامہ اویسی نے چار جلدوں میں ترجمہ کیاہے جسے شبیر برادرز لاہور نے چھاپاہے علامہ اویسی نے اس ترجمہ کے مقدمہ میں بتایاہے کہ پہلے صرف دیوبندیوں کے ہی ترجمے تھے کسی سنی نے ترجمہ نہیں کیا تھا اس لیے ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس کا ترجمہ کیاہے۔
- حلیۃ الاولیاء، علامہ اصفہانی نے صحابہ کرام سے لے کر اپنے دور تک کے علماء اولیاء اور عرفاء کے حالات زندگی، معمولات، افعال واقوال بڑے دلنشین انداز میں بیان کیے تھے جو کہ عربی زبان میں تھے، اس کتاب کا پہلے ایک اردو ترجمہ دیوبندیوں نے کیا تھا، اہل سنت کی طرف کسی نے بھی اسے اردو قالب میں نہیں ڈھالا تھا، علامہ اویسی پہلے عالم ہیں جنہوں نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس کا ترجمہ کر دیا یہ ترجمہ دس جلدوں میں ہے مگر بدقسمتی سے ابھی تک غیر مطبوعہ ہے اللہ کرے کسی ناشر کو یہ ہدایت ملے کہ وہ اس علمی ذخیرے کو عوام تک پہنچائے اور اس کی اشاعت کرے۔

- مناقب امام اعظم: علامہ کردی کی حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی کے مناقب، سیرت، خصائل اور شمائل پر مشہور کتاب ہے علامہ اویسی نے اس کا پہلا اردو ترجمہ کیا اور مکتبہ نبویہ لاہور کی طرف سے شائع ہوا۔
- علامات قیامت: علامہ محمد بن عبد السلام برزنجی کی علامات قیامت پر مشتمل یہ کتاب بہت شاندار ہے علامہ فیض احمد اویسی نے اس کا اردو ترجمہ کیا جسے زاویہ پبلشرز، لاہور نے اپنے ادارے سے شائع کیا.
- اخبار الاخیار:، شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی فارسی زبان میں رجال و مشاہیر پر مشہور کتاب ہے جس کا علامہ اویسی نے نہ صرف ترجمہ کیا بلکہ مفید حواشی بھی قلمبند کیے اور اس کا نام اسرار لابرار رکھا۔
- سفر السعادۃ: تصوف کی مشہور کتاب کا علامہ اویسی نے ترجمہ کیا۔
- تنبیۃ المغترین:
- الیواقیت والجواہر
- منہاج العابدین
- الکشف للغزالی
- البدور السافر
- مواہب الدنیہ
- فتوحات مکیہ
- التذکرۃ للقرطبی
- معتقد المنتقد
- خلاصۃ الوفا
- جامع المعجزات
- دلائل النبوۃ
- خصائص کبری
- دقائق الاخیبار
- شرح الصدور

شروحات پر کتب

علماء کرام شروع سے ہی کتب پر شروحات اور حواشی لکھتے آرہے ہیں علامہ اویسی نے بھی بہت سی کتب پر شروحات لکھی

ہیں جن میں سے بعض درج ذیل ہیں

- الحدائق شرح حدائق بخشش: امام اہلسنت کے کلام حدائق بخشش کی شرح جو پچیس جلدوں میں لکھی گئی ہے اور مطبوعہ ہے
- شرح دلائل الخیرات: یہ شرح بھی مطبوعہ ہے
- ترجمہ و شرح مراۃ العارفین؛ امام حسین کی مسئلہ وحدت الوجود کی بہترین شرح جو مطبوعہ ہے
- شرح فتوحات مکیہ: علامہ ابن عربی کی فتوحات مکیہ کی بہترین ترجمہ و شرح
- فیض الجاری شرح بخاری
- شرح صحیح مسلم
- شرح فقہ اکبر
- شرح قصیدہ بردہ شریف
- شرح ہدایۃ النحو
- شرح مطول
- شرح ایساغوجی
- شرح کریما سعدی
- شرح سنن دار قطنی
- شرح ترمذی
- شرح مثنوی معنوی
- شرح خصائص کبری
- شرح حزب البحر
- شرح ہدایہ
- شرح درود تاج
- شرح ملا جامی
- شرح خلاصۃ الوفا
- شرح سنن دارمی
- شرح جذب النصر

- شرح فصوص الحکم
- شرح تفسیر جلالین
- شرح تلخیص المفتاح
- شرح قصیدہ غوثیہ
- شرح ماۃ العامل

تصوف پر کتب

تصوف کیا ہے قرآن و سنت کی تعلیمات پر اخلاص کے ساتھ عمل کرنا اور ہر ہر سنت کو مد نظر رکھنا تابعین کے دور سے تصوف پر لکھا جارہا ہے علامہ اویسی نے بھی اس فن پر کافی کتب چھوڑی ہیں جن کے اسماء درج ذیل ہیں

- ترجمہ وحاشیہ نفحات الانس
- ترجمہ وحاشیہ منبہات ابن حجر
- مثنوی مولانا روم
- احادیث تصوف
- آداب شیخ
- الہام
- اولیاء قلندر
- الفقراء علی ابواب الامراء
- اولیائی تحت قبائی
- انتباہ المریدین
- مرغوب القلوب
- ترجمہ وحاشیہ روض الریاحین
- عون المعبود فی مسئلۃ وحدت الوجود
- افضل الودود فی مسئلہ وحدت الوجود
- انوار الکبیر
- اذکار واشغال

- اسباق لطائف اشرفیہ
- السنی شراب
- الاخبار الاخیار فی حکم سماع بالمزمار
- اصلاح قوالی
- برکات مصطفے
- ابواب الجنان
- الاخلاف وعلی اقدام الاسلاف
- انوار مصطفی فی کرامات اولیاء
- الاصطلاحات والعملیات
- آئینہ حال حقی
- الانسان اشرف الاکوان
- انبیاء واولیاء کا راستہ
- پندنامہ جامی
- بیت کا جواز
- تصوف کی شرعی حثیت
- تصوف
- تصور مرشد
- تزکیہ نفس
- حقیقت روح
- سلسلہ چشتیہ فریدیہ
- سلاسل اربعہ وامام احمد رضا
- شرح فصوص الحکم
- صوفیاء کرام اور اشاعت اسلام
- تصوف عین شریعت
- الدراسۃ فی حدیث الفراسۃ

- سلسلہ نقشبندیہ کے چند اسباق
- سلسلہ اویسیہ بنسبت قادریہ
- تعارف سلاسل طریقت
- تصوف کیا ہے ؟
- خرقہ خلافت کی حقیقت
- حق پیرومرشد
- حقیقت محمدیہ
- روحانی سلسلے
- سماع بلامزامیر
- شرح سلسلہ چشتیہ فریدیہ
- شرح ملفوظات اویسی
- تاریخ مشائخ اویسیہ
- مقالات صوفیہ
- سلوک العاشقین
- گنج تصوف
- اصطلاحات تصوف
- ملفوظات خواجہ غلام فرید
- ہدایت المریدین

میلادالنبی پر کتب

رسول اللہ ﷺ پر ولادت اور دنیا میں تشریف آوری پر علماء نے مختلف جہات سے روشنی ڈالی ہے علامہ اویسی نے بھی میلادالنبی ﷺ پر کئی کتب یادگار چھوڑی ہیں

- غوث العباد فی مباحث میلاد
- تصانیف المیلاد
- میلاد قیام

- بارہ ربیع الاول کے جلوس کا ثبوت
- فضائل میلاد النبی
- القول السدید فی بیان المیلاد
- محافل میلاد
- محفل میلاد کے فضائل و برکات
- کحل البصر فی ولادت خیر البشر
- برکات میلاد شریف
- فضائل میلاد شریف
- میلاد المصطفی
- محفل میلاد تاریخ کے آئینہ میں
- بیان ولادت تا رضاعت
- میلاد النبی کے چرچے
- سرکار کی آمد مرحبا
- بارہ ربیع الاول کی شرعی تحقیق
- چراغاں اور سجاوٹ کا ثبوت
- افضل شب میلاد یا شب قدر
- اقوال العلماء فی میلاد مصطفے

طب پر کتب

فن طب انسانی نشو و نما کے لیے بہت ضروری ہے اس کے ذریعہ امراض کی تشخیص کی جاتی ہے اور شفا حاصل کی جاتی ہے علامہ اویسی نے طب پر کئی کتب یادگار چھوڑی ہیں

- اسلام اور طب
- اکسیر الامراض
- خارش اور اس کا علاج
- ختنہ کی تحقیق اور احکام

- رسالہ بواسیر
- جوانی کی بربادی
- رسالہ آتشک
- شہد کے فضائل وفوائد
- ٹیسٹ ٹیوب بے بی اور مسلمان
- مفید الاجسام
- ختنہ کی تحقیق اور احکام
- تمباکو کا استعمال
- طاعون
- ٹوتھ پیسٹ اور مسواک
- چائے نوشی کے نقصانات
- طبی مجربات اویسی
- مسواک کے فضائل ومسواک
- شرب کی حرمت اور اس کے نقصانات
- اسلامی ناشتہ
- طویل العمر لوگ اور عمر بڑھانے کے اصول
- بکری کی فضیلت اور اس کے گوشت کے فوائد
- مرگی اور اس کا علاج
- بہترین ورزش
- خارش اور اس کا علاج

علم مناظرہ پر کتب

علامہ اویسی نے علم مناظرہ پر بھی کئی یادگار کتب چھوڑی ہیں

- شرح مناظرہ رشیدیہ
- مناظرہ حاضر وناضر

- مناظرہ سیٹھ میل
- مناظرہ لالہ موسی
- علم المناظرہ
- اقلاع الفتن
- مناظرہ لوٗس ملتان
- مناظرہ جھوک وینس
- مناظرے ہی مناظرے
- مناظرہ علم غیب
- شکست فاش مناظرہ
- مناظرہ اویسی بہ عیسائی
- مناظرہ لودھراں

صرف ونحو پر کتب

علامہ اویسی نے علم صرف ونحو پر جو کتب چھوڑی ہیں ان کے اسماء درج ذیل ہیں

- النجاح ترجمہ وشرح مراح الارواح
- فضل الٰہی شرح بہائی
- صرف اویسی
- نقشہ قواعد الصرف
- ابواب الصرف
- شرح صرف میر
- ترجمہ وشرح کافیہ
- شرح جامی
- التراکیب النحویہ
- شرح شرح ماۃ عامل
- تنشیط الاذہان فی اذا تنازع الفعلان

علم الکلام پر کتب

علامہ اویسی نے علم الکلام والعقائد پر بھی کئی یادگار کتب چھوڑی ہیں جن میں سے بعض کے اسماء درج ذیل ہیں

- شرح عقاید نسفیہ
- الفتوح فی حقیقۃ الروح
- الرضوان فی عقائد عثمان
- روح کو موت نہیں
- زندہ روحوں کی زندہ باتیں
- عقائد اسلامی
- ابن تیمیہ کے عقائد
- قرآن صفت الٰہی ہے
- اللہ تعالیٰ تو یا آپ؟
- سایہ عرش کے مزے
- امام غزالی کے عقائد
- مجدد الف ثانی کے عقائد
- شرح فقہ اکبر
- امام سیوطی کے عقائد
- کشف الغمہ فی عقائد اہل السنہ
- نعم الصواب فی عقائد عمر بن خطاب
- نعم الرحیق فی عقائد صدیق
- حق الیقین فی عقائد المجددین
- عنایۃ اللہ فی عقائد شاہ ولی اللہ
- عرشیہ
- کشف الغمہ فی عقائد اہل السنہ

کتب اویسی کو محفوظ کرنے کا طریقہ

ابو الابدال محمد رضوان طاہر فریدی نے علامہ فیض احمد اویسی کی کتب کو محفوظ کرنے کے لیے درج ذیل تجاویزات پیش کی ہیں لکھتے ہیں

علم کے موتی نامی کتاب میں آپ کی کتب کی فہرست حروف تہجی کے اعتبار سے دے دی گئی ہے جہاں تفصیل دیکھی جا سکتی ہے آپ کی کتب کی اشاعت کے لیے کئی ادارے کام کر رہے ہیں جن کے تحت تقریبا پچپیس سو سے زائد کتب شائع ہو چکی ہیں اس کے باوجود بھی ایک ایسے ادارے کی ضرورت ہے جہاں پر آپ کی تمام چھوٹی بڑی کتب موجود ہوں اور اس کے تحت قلمی کتب کی بہترین انداز میں اشاعت ہو اور مطبوعہ کتب کو جدید طریقہ تحقیق کے مطابق دوبارہ شائع کیا جائے نیز ایک ایسی ویب سائٹ کو بھی لانچ کیا جائے جہاں نہ صرف آپ کی تمام مطبوعہ کتب موجود ہوں بلکہ آپ کی شخصیت پر لکھی گئی کتب، رسائل و مقالات بھی دستیاب ہوں۔ تعارف فیض ملت علامہ فیض احمد اویسی، ص19

ماخذ و مراجع

فیوض الرحمن، مترجم، علامہ مفتی فیض احمد اویسی، مکتبہ غوثیہ، کراچی

علم کے موتی، علامہ مفتی فیض احمد اویسی، پی ڈی ایف

حضرت علامہ فیض احمد اویسی کی مذہبی اور تصنیفی خدمات، محمد شہزاد قادری، مقالہ ایم فل، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

تعارف علامہ مفتی فیض احمد اویسی، ابو الابدال محمد رضوان طاہر فریدی، پی ڈی ایف

یادگار فیض ملت، محمد مقصود نوشاہی، فیض رضا پبلی کیشنز، کراچی

سیرت صدر الشریعہ، حافظ عطاالرحمن قادری، مکتبہ اعلی حضرت ، لاہور ،

نور نور چہرے ، علامہ عبد الحکیم شرف قادری، نوری بک ڈپو ، لاہور

حضور صدر الشریعہ حیات وخدمات، مولانا فیضان المصطفی قادری، دائرۃ المعارف امجدیہ ، گھوسی ،

محدث اعظم پاکستان ، مولانا محمد جلال الدین قادری ، مکتبہ قادریہ ، لاہور

سوانح اویسی ، علامہ منشاء تابش قصوری، عطاری پبلکیشنز ، کراچی

شجرہ اویسیہ قادری، علامہ مفتی فیض احمد اویسی، بزم فیضان اویسیہ، کراچی

فتاوی محدث اعظم پاکستان، مولانا سردار احمد چشتی قادری، مکتبہ رضویہ، فیصل آباد

محدث اعظم پاکستان چندیادیں، پروفیسر محمد نعیم، مشمولہ ماہنامہ رضائے مصطفی، اکتوبر، 2001ء

ماہنامہ فیض عالم، اگست 2014ء، بہاولپور

ماہنامہ سوائے حجاز، محمد خلیل الرحمن قادری، لاہور

ماہنامہ رضائے مصفی ، جنوری 1995 گوجرانوالہ